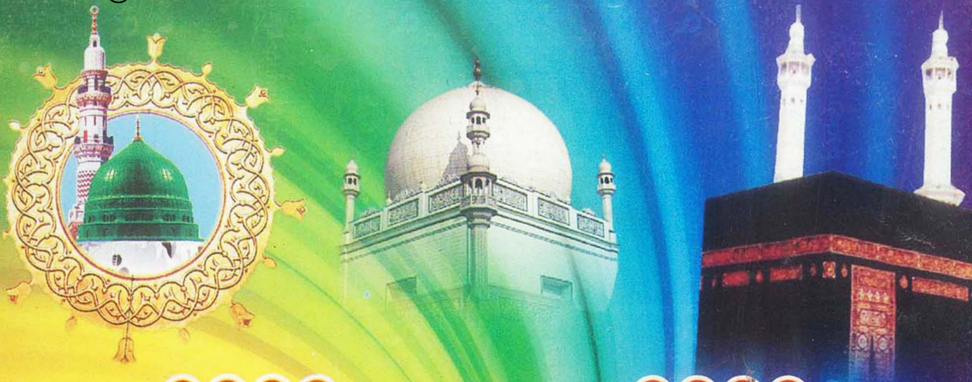


عقیدۂ ختم نبوت
اور
اعلیٰ حضرت امیرِ ملّت محدّث علی پوری

زیر سرپرستی

سجادہ نشین امیرِ ملّت
عالمی مبلغ اسلام، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
محبوب المشائخ، وارثِ علوم و فیضانِ جماعتِ علی
جانشین امیرِ ملت، فضیلۃ الشیخ مہر الملت الحاج الحافظ

حضرت پیر سیّد منور حسین شاہ صاحب جماعتی

آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف نارووال

شعبہ نشر و اشاعت
انٹرنیشنل انجمن خدام الصّوفیہ و امیرِ ملّت ٹرسٹ (رجسٹرڈ) پاکستان برطانیہ



اعلیٰ حضرت امیرِ ملت، مجدد دین وملت، قیومِ زماں، غوث دوراں
قطب الاقطاب، ابوالعرب، سنوسیٔ ہند، روحانی بانی پاکستان

الحاج الحافظ پیر سیّد جماعت علی شاہ رضی اللہ عنہ محدّث علی پوری

عقیدۂ ختم نبوت
اور
اعلیٰ حضرت امیرِ ملّت محدّث علی پوری

زیر سرپرستی

سجادہ نشین امیرِ ملّت

عالمی مبلغ اسلام، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
محبوب المشائخ، وارثِ علوم و فیضانِ جماعتِ علی
جانشین امیرِ ملت، فضیلۃ الشیخ مہرِ الملت الحاج الحافظ

حضرت پیر سیّد منور حسین شاہ جماعتی صاحب

آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف نارووال

شعبہ نشر و اشاعت

انٹرنیشنل انجمن خدّام الصّوفیہ و امیرِ ملّت ؒ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

پاکستان
برطانیہ

Contact: 0332-0300-8883833

قائم شدہ 1901ء

انٹرنیشنل انجمن خدّام الصّوفیہ و امیرِ ملّت رح ٹرسٹ (رجسٹرڈ) پاکستان برطانیہ

کے زیر اہتمام

ماہنامہ ''امیر ملت'' اور آپ کی ذمہ داریاں

امیر ملت فاؤنڈیشن کے تحت جاری شدہ ماہنامہ نہ صرف مسلک حقہ اہلسنت کا ترجمان و مینار نور ہے بلکہ امیر ملت کے خیالات و افکار پر مبنی ایک ہمہ جہت رسالہ ہے، جس کی ترقی اور ترویج حضرت امیر ملت کی رضا ہے۔ آپ اس کے خود بھی خریدار بنیں اور دوسروں کو بھی اس کی خریداری کی ترغیب دیں تا کہ امیر ملت کا پیغام دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچ سکے۔

یہ ماہنامہ بیادِ اعلیٰ حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ ہے۔ عوام اہلسنت اور بالخصوص یاران طریقت و پیر بھائیوں کیلئے دور حاضر کا ایک ایسا درخشندہ پرچہ ہے جسے حضرت امیر ملت کی روحانی سرپرستی حاصل ہے۔ جس میں آپ کو روحانیت کے گوہر آبدار اور حالات حاضرہ کے جواہر پارے بھی ملیں گے اور سادہ پیرائے میں دل میں اتر جانے والی تحریریں بھی ملیں گی۔ روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے دینی، مذہبی اور روحانی مسائل کا حل بھی، یہ ایک ایسا انمول ہیرا ہے جو کہ ہر مسلمان کے گھر کی زینت ہونا چاہیے۔ آپ خود بھی اس حلقہ یاران طریقت و دوست احباب کو اس کا مستقل خریدار بنا کر امیر ملت فاؤنڈیشن کے مشن کو دنیا میں عام کرنے میں ہمارے ممد و معاون ثابت ہوں۔ آپ اپنی تحریریں بھی بھجوائیں۔ شکریہ

ای میل:۔ ameermillat786@gmail.com، 35 جہانزیب بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔

فون:۔ 0423-7807316-0345-4750433,0321-6211468

تعلیمی تحقیقی	دعوتی و اشاعتی	تدریسی و تحریری
تبلیغی و روحانی	دینی و مذہبی	رفاعی و سماجی

منصوبہ جات کی تکمیل کیلئے مخلصین محبین عقیدت مندان یارانِ طریقت پیر بھائی اور جملہ اہل اسلام حضرات اپنے عطیات مرکزی دفتر جماعت منزل 35 جہانزیب بلاک نزد کالی کوٹھی علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں دے کر رسید حاصل کر کے اس عظیم مشن میں شمولیت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

شعبہ نشر و اشاعت

انٹرنیشنل انجمن خدّام الصّوفیہ و امیرِ ملّت رح ٹرسٹ (رجسٹرڈ) پاکستان برطانیہ

قائم شدہ 1901ء Contact: 0332-0300-8883833

بیاد عزیز

حضور قبلہ عالم امیر ملت مجدد دین وملت

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

جانشین وسجادہ نشین حضرت امیر ملتؒ

مہر الملت پیر سید منور حسین جماعتی دامت برکاتہم عالیہ

سلسلہ اشاعت نمبر 20

نام کتاب ---------- ''ختم نبوت اور اعلیٰ حضرت امیر ملت''

صفحات ---------- 56

سن طباعت ---------- اکتوبر 2014ء

تعداد ---------- 1100

ہدیہ ---------- دعائے خیر بحق شیخ حمید فاضل واہل خانہ لاہور

برائے ایصال ثواب

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہؒ، حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ جملہ مومنین ومومنات جمیع امت مرحومہ حضور علیہ السلام وجملہ شہداء ختم نبوت' والدین شیخ حمید فاضل

شعبہ نشر واشاعت: انجمن خدام الصوفیاء وامیر ملت ٹرسٹ برطانیہ وپاکستان

حرف آغاز

حضور سرور عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اب آپ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے لئے بند ہوگیا کیونکہ اللہ نے ختم نبوت کا تاج اپنے حبیب مکرم ﷺ کے سراقدس پر سجا دیا ہے۔ آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے میں ذرا برابر بھی شک کرنے یا آپ کے بعد کسی کو نبی و رسول تسلیم کرنے والا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اس پر علمائے امت کا اجماع ہے۔

کیونکہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا وہ عظیم الشان عقیدہ ہے کہ اس کی بنیاد پر مسلمانان عالم کا دین و ایمان مستحکم، مصدق اور ان کا عمل یگانگت و ہمہ گیری کا مظہر ہوتا ہے۔ اس عقیدہ کی مختصر تشریح اس طرح ہے کہ سلسلہ نبوت کا آغاز ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق و بعثت سے ہوا اور حضور سرور کائنات صاحب لولاک رحمۃ للعلمین نبی اولین و آخرین ﷺ کے عہد تک منتہی ہوا۔ یاد رہے اب قیامت تک کا زمانہ حضور ﷺ ہی کا عہد ہے۔ بعثت آدم علیہ السلام و بعثت محمدی ﷺ کے درمیان روایات کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش، پیغمبر احکام الٰہی کی تبلیغ و اشاعت کرنے آئے اور بروایات مصدقہ تقریباً تین سو تیرہ مقدس رسولانِ عظام مبعوث ہوئے اور انہوں نے پیغام الٰہی کی ترویج و نفاذ کرنے کا حق ادا کیا۔ لیکن حضور سرور دو عالم ﷺ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا اور قرآن مجید میں اللہ کی طرف سے یہ اعلان کر دیا گیا کہ۔

ما کان محمد اباء احد من رجالکم والکن رسول اللہ و خاتم النبین

حضرت محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں (مگر ہاں) وہ اللہ کے رسول ہیں اور سلسلہ انبیاء کے ختم کر دینے والے ہیں۔

مذکورہ آیت کریمہ کے علاوہ تقریباً اٹھانوے آیاتِ قرآنی میں اشارۃً، مجملاً اور مفصلاً عقیدہ ختم نبوت کی تائید و تصدیق موجود ہے۔ اسی طرح اگر حدیث کے ذخیرہ پر نظر ڈالی جائے تو تقریباً دو سو دس احادیث اس عقیدہ ختم نبوت کی صحت پر شاہد و عادل ہیں۔

ختم نبوت امت اسلامیہ کا ایک ایسا اجماعی عقیدہ ہے جس پر آج تک مسلمانوں میں کبھی اختلاف نہیں ہوا۔ بلکہ اختلاف کرنے والے کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا گیا کیونکہ توحید کے بعد یہی ایک عقیدہ ہے جس پر اسلام کی پوری عمارت قائم ہے۔ اگر یہ عقیدہ متزلزل ہو جائے تو باقی تمام عقائد اور اصول ہائے دین کی اصلیت بھی محفوظ نہیں رہ سکتی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ عقیدہ توحید کی صحت و حقانیت کا دارومدار بھی عقیدۂ ختم نبوت پر ہی ہے۔ اہل اسلام جو عقیدۂ توحید کے بارے میں ایک خاص اور خالص نظریہ رکھتے ہیں وہ حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہی متعین کردہ ہے۔ قرآن مجید کی عظمتیں آپ ہی کی صداقت و امانت سے ثابت ہیں۔ اسی طرح تمام عقائد اسلام اور اصول ہائے دین کی توجیہہ و تشریح منظور و مقبول اور مشروع ہے جو حضور ﷺ نے فرمائی ورنہ کفر و جہالت ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی نبی کی نبوت کا تصور کرنا ہی گویا اسلام کی عظیم الشان عمارت کو مسمار کرنے کا منصوبہ بنانا ہے جس کی چودہ سو سالوں میں کبھی اجازت نہیں دی گئی۔

قرآن مجید کی بیشتر آیات سے حضرت سید الاولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کا بین ثبوت ملتا ہے آپ

قیامت تک آنیوالے تمام لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔ لہٰذا آپ کے بعد کسی نبی ورسول کی قطعاً ضرورت وحاجت نہیں رہی۔ احادیث نبوی کی کثیر تعداد ایسی ہیں جن سے ''ختم نبوت'' کا ثبوت ملتا ہے۔ مثلاً حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔

میں خاتم النبین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں (بحوالہ شمائل ترمذی)

علی تو میرے لئے ایسے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کیلئے ہارون علیہ السلام تھے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بحوالہ کنز العمال)

میں تخلیق میں سب سے اول اور بعثت میں سب (نبیوں) سے آخر ہوں۔ (بحوالہ کنز العمال)

رسالت ونبوت ختم ہوئی میرے بعد کوئی رسول ہوگا نہ ہی کوئی نبی ہوگا۔ (بحوالہ ترمذی شریف)

اس پر اجماع امت ہے کہ حضور ختم الرسل سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد نبوت تمام ہوگئی، دین مکمل ہوگیا اب کوئی شخص کسی طرح سے کسی کو بھی نبی مانے یا کوئی خود نبوت کا دعویٰ کرے وہ مرتد اور کذاب ہے چونکہ ایمانیات کا مرکز اور دین اسلام کا معیار حضرت نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہے اسی لئے ملت کفار نے ہمیشہ آپ ہی کی ذات اعلیٰ صفات پر حملے کئے۔ انہی شیطانی منصوبوں کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ جھوٹے مدعیان نبوت کھڑے کئے جائیں چنانچہ ہندوستان میں انگریزی تسلط کی بناء پر مرزا غلام احمد قادیانی کو ابھارا گیا۔ جس نے بڑی ہوشیاری سے اپنا کام شروع کیا۔ عالم کفر کی ساری قوتیں اس کے ساتھ تھیں اس نے ملت اسلامیہ کو چیلنج کرتے ہوئے کہا ''کوئی محمد ہے جو میرا مقابلہ کرے'' (نعوذ باللہ تعالیٰ من ذالک) انگریزی تسلط اور ہندو کی ریشہ دوانیوں کے سبب دینی حلقے کمزور پڑ چکے تھے عام مسلمان تنگ دست اور پریشان حال تھے اور مسلمان امراء انگریزوں کے غلام بن چکے تھے مرزا قادیانی کا چیلنج ہندوستان بلکہ عالم اسلام کے درودیوار سے ٹکرا کر گونج رہا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ پورا عالم اسلام بے بس ہوکر رہ گیا ہے۔

ایسے میں مشائخ وعلماء نے قوم کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دینے میں بہت اہم کردار ادا کیا لیکن حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا کے رد بلیغ کے حوالے سے جو خدمات سرانجام دیں اور جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے وہ تاریخ کا حصہ ہیں جن کو ملت اسلامیہ کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔ آخر کار 22 مئی جمعہ بادشاہی مسجد لاہور اور پھر 25 مئی اسلامیہ کالج کی گراؤنڈ میں ہزاروں کے اجتماع میں آپ کی ہی پیشن گوئی کے نتیجہ میں مرزا قادیانی واصل جہنم ہوا اس پیشن گوئی کو آج تک مرزائی چھپائے ہوئے ہیں۔ آپ نے مرزا قادیانی کے خلاف ملک کے طول وعرض کے دورے کئے اور آپ کو جہاں بھی علم ہوتا کہ مرزا قادیانی آرہا ہے اس سے پہلے وہاں پہنچ کر تبلیغی کام شروع کردیتے اور بروقت مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرماتے۔ مناظرہ لاہور میں بھی آپ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے ہمراہ تھے اور مسلسل تین دن مرزا قادیانی کے انتظار کے بعد جشن فتح میں 3 گھنٹے ایمان افروز اور باطل سوز خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد مرزائیوں نے اپنی کارروائیاں جاری رکھیں 1953ء میں مرزائیوں کے خلاف بھرپور تحریک چلائی گئی آخر کار 1974 میں قائدین اہلسنت اور پاکستان کے غیور مسلمانوں نے فیصلہ کن تحریک کا آغاز کیا جو کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی آف پاکستان اور سینیٹ نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

مختصر یہ کہ علماء و مشائخ اہلسنت نے روز اول سے آج تک مرزائیوں اور مرزائی نوازوں کا تحریری و تقریری طور پر شدومد سے رد کیا ہے اور ان کے عقائد باطلہ اور دجل و فریب کو بے نقاب کیا۔ یہ رسالہ (تحریک ختم نبوت اور حضرت امیر ملت) جو جانشین و سجادہ نشین امیر ملت پیر سید منور حسین شاہ جماعتی کی نظر عنایت سے آپ تک پہنچا ہے اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

سجادہ نشین امیر ملت پیر سید منور حسین شاہ جماعتی آستانہ عالیہ حضرت امیر ملت کی ایک فعال اور متحرک شخصیت ہیں جنہوں نے 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں علامہ نورانی، علامہ نیازی، سید محمود احمد رضوی کے ساتھ مل کر اس تحریک میں ایک فعال کردار ادا کر کے جانشین امیر ملت ہونے کا حق ادا کر دیا۔ اسی طرح پاکستان کے علاوہ برطانیہ، یورپ اور دنیا کے دیگر ممالک میں جا کر اذان حق دی اور مشنِ امیر ملت کو عام کرنے کی مساعی جمیلہ فرماتے رہے ہیں۔ 1992ء، 1996ء اور پھر 2002ء میں مرزا طاہر قادیانی اور اس کے بعد مرزا مسرور قادیانی کو دو مرتبہ 2010ء اور 2013ء میں مناظرہ و مباہلہ کا چیلنج دے کر جانشین امیر ملت ہونے کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے عالمی ختم نبوت فاؤنڈیشن قائم کر کے ختم نبوت کے سلسلہ میں پوری دنیا میں کام کو جاری رکھا ہوا ہے۔ برطانیہ و یورپ کے علاوہ پاکستان بھر میں ختم نبوت کانفرنسوں کا سلسلہ جاری ہے۔

فقیر بھی عالمی ختم نبوت فاؤنڈیشن کے کنوینئر کے طور پر فرائض سرانجام دینے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم مہر الملت پیر سید منور حسین جماعتی کو صحت و تندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور وہ اسی طرح مشنِ امیر ملت کو جاری رکھیں۔

دعا جو و دعا گو

علامہ محمد تبسم بشیر اویسی

مہتمم جامعہ اویسیہ کنز الایمان نارووال

امیر ملت اور تحریک ختم نبوت

تحری: محمد صادق قصوری

1857ء میں جب مغل سلطنت کا ٹمٹماتا ہوا چراغ گل ہو گیا اور انگریز براعظم کے فرماں روا ہو گئے تو انہوں نے مسلمانوں کی ملی وحدت کے حصار میں شگاف پیدا کرنے شروع کر دیئے۔ اپنے ہمنوا علماء کی جماعت تیار کر کے مختلف طریقوں سے اسلام اور تاجدار کائنات ﷺ پر رکیک حملوں کا محاذ کھول دیا تاکہ مسلمان جہاد سے روگرداں ہو کر مدافعت کے محاذ پر آجائیں۔ مجادلہ کی جگہ مناظرہ لے لے۔ جہاد کا خدشہ مٹ جائے۔ عظمت رسول ﷺ کے فلک بوس مینار گر جائیں تو مسلمانوں کی کایا کلپ ہو جائے گی۔ نتیجتاً برطانوی سلطنت کے استحکام کی راہیں ہموار ہو جائیں گی۔ بقول حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو
فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

انگریز نے اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے بہت سے علماء کو خریدا۔ ان پر نوازشات کی بارش کر دی اور ان سے اسلام دشمنی اور رسول ﷺ دشمنی کا خوب کام لیا۔

مسلمانوں کو پارہ پارہ کرنے کے لئے نئے نئے فرقے ایجاد کئے جن مین ایک قادیانی فرقہ بھی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی بن مرزا غلام مرتضی بن عطا محمد بن مرزا گل محمد قوم مغل برلاس 40-1839 میں قادیان (مشرقی پنجاب، انڈیا) میں پیدا ہوا۔ آباؤ اجداد سمرقند سے ترکِ سکونت کر کے ہندوستان آئے تھے۔ جہاں انہیں بادشاہ وقت کی طرف سے بہت سے دیہات بطور جاگیر ملے تھے۔ جو رفتہ رفتہ مرزا غلام مرتضٰی کے زمانہ میں پانچ بلکہ اس سے بھی کم رہ گئے۔

مرزا غلام احمد نے اپنے والد کے ملازم فضل الٰہی سے قرآن شریف ناظرہ اور کچھ فارسی پڑھی۔ فضل احمد سے عربی پڑھی اور منطق، حکمت اور نحو وغیرہ کی تعلیم مولوی گل علی شاہ سے حاصل کی۔ علم طبابت اپنے باپ سے حاصل کیا۔ کتب بینی کا شوق کثرت سے شروع سے ہی تھا۔ حصول علم کے بعد اپنے والد کے ساتھ انگریزی عدالتوں میں اپنے اجداد کے بعض کھوئے ہوئے دیہات کے حصول کے لئے مقدمات میں مشغول رہے۔ (1)

1864ء میں مرزا غلام احمد ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں محرر (کلرک) بھرتی ہو گیا۔ کچہری کے ملازموں کے لئے انگریزی سیکھنے کے لئے ایک مدرسہ قائم ہوا جس میں چھوٹے ملازمین رات کو انگریزی پڑھتے تھے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی سیکھنا شروع کر دی اور دوران ملازمت سیالکوٹ کے پادری مسٹر بٹلر ایم اے سے رابطہ پیدا کیا۔ مرزا اکثر و بیشتر مسٹر بٹلر سے ملتا رہتا اور دونوں تخلیے میں بات چیت کرتے رہتے۔ مسٹر بٹلر نے وطن جانے سے پہلے مرزا سے تخلیہ میں کئی ایک طویل ملاقاتیں کیں۔

پھر اپنے ہم وطن ڈپٹی کمشنر کے پاس گیا۔ اس سے کچھ کہا اور پھر انگلستان چلا گیا۔ ادھر مرزا صاحب استعفٰی دے کر قادیان آ گئے۔

1869ء کے اوائل میں انگلستان کی حکومت نے برٹش پارلیمنٹ کے ممبروں، اخبارات کے ایڈیٹروں اور چرچ آف انگلینڈ

کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد ہندوستان بھیجا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ پتہ چلائے کہ ہندوستانی عوام میں وفاداری کس طرح پیدا کی جاسکتی ہے اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو سلب کر کے انہیں کس طرح رام کیا جاسکتا ہے۔ اس وفد نے واپس جا کر دو رپورٹیں مرتب کیں۔ ان ارکان نے ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی آمد The Arival of British Empire in India کے عنوان سے رپورٹ لکھی۔ انہوں نے لکھا کہ ''ہندوستان کے مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی راہنماؤں کی اندھادھند پیروکار ہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو حواری نبی (اپاسٹالک پرافٹ) ہونے کا دعوی کرے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی مفادات کے لئے مفید کام لیا جاسکتا ہے۔ اور دوسرا ان کے نبی پر اترنے والی کتاب قرآن مجید پر ان کا عمل ہے اگر ان میں سے وہ کتاب ختم کر دی جائے تو بہت حد تک حکومت برطانیہ کو کامیابی حاصل ہوسکتی ہے حکومت برطانیہ نے فوراً ایک اور وفد بھیجا جن کے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی کہ وہ پورے ہندوستان میں پھیل جائیں اور جہاں سے بھی جتنے بھی قرآن ملیں وہ خرید کر ضائع کر دیں انہوں نے پہنچ کر فوراً اپنا کام شروع کر دیا اور قرآن خرید کر ضائع کرنے شروع کر دیئے۔ حضرت امیر ملتؒ ان دنوں ممبئی میں تھے آپ نے ایک بہت بڑا جلسہ عام رکھا اور اس میں برطانوی وفد کے چند آدمیوں کو بھی بلایا اور اپنے خطاب میں آپ نے فرمایا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ انگلستان سے جو وفد آیا ہے وہ قرآن خرید کر ان کو جلا رہا ہے اور ضائع کر رہا ہے ان کو اس مقصد کیلئے بھیجا گیا ہے کہ وہ ہم میں سے قرآن کو ختم کر دیں میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا قرآن ان کاغذوں پر لکھا ہے تو یہ ان کی غلط فہمی ہے ہمارا قرآن ہمارے سینوں میں لکھا ہوا ہے۔ آپ نے ایک 8 سال کے بچے کو کھڑا کر کے قرآن پڑھایا پھر نوجوان کو اور پھر آپ نے خود مختلف جگہوں سے قرآن زبانی پڑھ کر سنایا اور ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہمارا قرآن ہمارے سینوں میں لکھا ہے اگر تم سارے قرآن بھی خرید لو گے تو ہم پڑھتے جائیں گے۔ کاتب لکھتے جائیں گے اور ہم لاکھوں قران اور تیار کرلیں گے تو انہوں نے دوبارہ رپورٹ لکھ کر بھیجی کہ ان میں سے قرآن ختم نہیں کیا جاسکتا۔ اب رپورٹ کی پہلی شق پر کام شروع ہو گیا۔

ان رپورٹوں کے فوراً بعد مرزا نے اپنا سلسلہ شروع کر دیا۔ برطانوی ہند کے سنٹرل انٹیلی جنس کی رپورٹ کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لئے طلب کیا۔ ان میں سے مرزا صاحب نبوت کے لئے نامزد کئے گئے۔ (2)

مرزا کی پہلی تصنیف ''براہین احمدیہ'' چار حصوں پر شائع ہوئی۔ 1880ء میں پہلے دو حصے شائع ہوئے۔ 1882 میں تیسرا اور 1884ء میں چوتھا۔ مرزا کے فرزند ثانی مرزا بشیر احمد کی تالیف ''سلسلہ احمدیہ'' کے مطابق مرزا کو ''ماموریت'' کا تاریخی الہام مارچ 1882ء میں ہوا۔ اس سے پہلے آپ نے 1880ء میں ''ملهم من الله'' ہونے کا اعلان کیا اور اپنے مجدد ہونے کا دعوی کیا۔ دسمبر 1880 میں اعلان کیا کہ اللہ نے انہیں بیعت لینے کا حکم فرمایا ہے۔ 1888ء میں اپنے ''مسیح موعود'' ہونے کی خبر دی اور ''ظلی نبی'' ہونے کی اصطلاح ایجاد فرمائی۔ 1901ء میں نبوت کا دعوی کیا اور نومبر 1904ء میں کرشن ہونے کا اعلان داغا۔ یہی وہ سال تھے جب انگریزی سیاست اپنے استعماری عزائم پروان چڑھانے کے لئے پنجاب اور سرحد کے مسلمانوں کا شکار کر رہی تھی اور اس کا بیرون ہندوستان کی مسلمان ریاستوں کو اپنے دام فریب میں لانے کا منصوبہ بھی تھا۔ مرزا

غلام احمد ان کے تمام نکات کے جامع ہو کر سامنے آئے۔ جو انگریزوں کے ذہن میں تھے۔ انہوں نے انگریزی سلطنت کے استحکام کی اطاعت کی بنیاد بھی اپنے الہام پر رکھی اور ایک نبی کا روپ دھار کر انگریزی سلطنت کی وفاداری سے انحراف کو جہنم کی سزا کا مستحق قرار دیا۔ اپنی ربانی سند کے مفروضہ پر جہاد کو منسوخ کر ڈالا اور ان لوگوں کو حرامی قرار دیا جو اس کے بعد جہاد کا نام لیتے یا اس کی تلقین کرتے تھے۔ (3)

علماء اسلام اور مشائخ عظام نے مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں پوری سرگرمی دکھائی مگر اس سلسلہ میں جو کوششیں سنوسی ہند امیر ملت حضرت سید پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ نے کیں وہ تاریخ کا ایک سنہری باب ہیں۔ آپ نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دی اور ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ بارہا مرزا جی کو للکارا۔ مگر وہ راہ فرار ہی اختیار کرتا رہا اور بالآخر حضرت امیر ملت قدس سرہ کی بددعا کے نتیجے میں لقمہ اجل بنا۔ (4)

مرزا قادیانی نے جب اپنے بال و پر نکالنے شروع کیے تو حضرت امیر ملت قدس سرہ نے مندرجہ ذیل اعلان جاری فرما کر اس کے دعوؤں کی قلعی کھول دی۔

1۔ سچا نبی کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا۔ اس کا علم لدنی ہوتا ہے۔ وہ روح القدس سے تعلیم پاتا ہے۔ بلاواسطہ اس کی تعلیم و تعلم خداوند قدوس سے ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برخلاف ہوتا ہے۔

2۔ ہر سچا نبی اپنی عمر کے چالیس سال کے گزرنے کے بعد یکدم بحکم رب العالمین مخلوق کے روبرو دعویٰ نبوت کر دیتا ہے۔ انی رسول اللہ کے الفاظ سے دعوی کرتا ہے۔ بتدریج اور آہستہ آہستہ کسی کو درجہ نبوت نہیں ملتا جو نبی ہوتا ہے وہ پیدائش سے ہی نبی ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برخلاف آہستہ آہستہ دعوؤں کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ پہلے محدث اور مجدد ہونے کا دعوی کرتا ہے۔

3۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء ﷺ تک جتنے بھی نبی ہوئے تمام کے نام مفرد تھے۔ کسی ایک بھی نبی کا نام مرکب نہ تھا۔ برعکس اس کے جھوٹے نبی کا نام مرکب ہوا۔

4۔ سچا نبی کوئی ترکہ نہیں چھوڑتا۔ سچا نبی اولاد کو محروم الارث نہیں کرتا۔ جھوٹا نبی ترکہ چھوڑ کر مرتا ہے اور اولاد کو محروم الارث کرتا ہے۔ (5)

حضرت امیر ملت قدس سرہ نے یہی اعلان آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد 1925ء کے صدارتی خطبہ میں بھی ارشاد کیا لیکن آغاز میں یہ کلمات فرمائے۔

اب ہندوستان میں جہاں ہر وقت آزادی مذہب کی ڈینگیں ماری جاتی ہیں۔ ہر روز نئے نئے مذاہب حشرات الارض کی طرح پیدا ہو رہے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ پیغمبری کے بعد کئی ایک پیروان مرزا غلام احمد نے پیغمبری کے دعوے کئے۔ مرزا غلام احمد پہلے سیالکوٹ کی کچہری میں اہلمدی کے عہدے پر فائز تھے وہاں سے مختار کاری کا امتحان دیا۔ جس میں ناکامی ہوئی پھر آہستہ آہستہ مریم عیسیٰ، مسیح، مہدی نبی، کل نبیوں کا نچوڑ معاذ اللہ خدا کا بیٹا، خدا کا پیدا کرنے والا وغیرہ پھر کرشن گوپال بن کر اس جہاں سے سدھارا۔ اعلان کے اختتام پر فرمایا:

سیرت امیر ملت ص619,618 ملفوظات امیر ملت ص191,189 آل انڈیا سنی کانفرنس ص314,213
اس کے بعد آپ نے قادیانی فتنہ کی بیخ کنی کے لئے ملک گیر دورے فرمائے اور اس کی عیاریوں کو خوب بے نقاب کیا ۔آپ کے دو خلفاء حضرت مولانا غلام احمد اخگر امرتسری علیہ الرحمہ (ف 1927ء) اور حضرت سید محبوب شاہ المعروف پیر خیر شاہ امرتسری (ف 1920ء) نے بارہا قادیان جا کر مرزائی عقائد کی تردید فرمائی مرزا صاحب یا ان کے کسی حواری کو ان حضرات کے مدمقابل آنے کی جرأت نہ ہوسکی۔

اگست 1900ء میں جب مرزا صاحب نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی (ف 1937ء) کو دعوت مناظرہ دی تھی تو حضرت امیرِ ملت قدس سرہ بھی حضرت گولڑوی کے ساتھ لاہور میں موجود تھے۔ مرزا صاحب کے فرار کے بعد بادشاہی مسجد لاہور میں حضرت گولڑوی کے اعزاز میں جو جلسہ منعقد ہوا تھا۔ اسکی صدارت حضرت خواجہ گولڑوی نے حضرت امیر ملت سے کروائی ۔اس میں حضرت امیر ملت نے ایمان افروز اور باطل سوز تقریر فرمائی تھی اس طرح جب مرزا صاحب کے خلیفہ اول حکیم نور الدین نے نارووال ضلع سیالکوٹ میں اپنا تبلیغی کیمپ لگایا اور سادہ لوح لوگ اس کے دام فریب میں پھنسنے لگے۔ تو حضرت امیر ملت اس وقت صاحب فراش تھے۔ چارپائی سے اٹھا نہیں جاتا تھا لیکن آپ نے حکم دیا کہ میری چارپائی اٹھا کر نارووال لے چلو تاکہ اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اپنا فرض ادا کرسکوں۔ چنانچہ متوار چار جمعے آپ کی چارپائی اٹھا کر نارووال لے جاتے رہے اور آپ خطبہ جمعۃ المبارک میں مرزائی عقائد کا تار و پود بکھیرتے رہے۔ ناچار حکیم نور الدین کو راستہ ماپنا پڑا۔ (6)

27 اکتوبر 1904ء کو مرزا صاحب بذات خود اپنے حواریوں کے انبوہ کثیر کے ساتھ سیالکوٹ میں اپنے مذہب کی اشاعت و تشہیر کے لئے وارد ہوئے۔ ان دنوں یہاں مرزائیت کا بہت شہرہ تھا۔ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر کا سپرنٹنڈنٹ مرزائی تھا۔ لہٰذا مرزا صاحب کو اپنے مشن کی کامیابی و کامرانی کی امید غالب تھی ۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ فوراً سیالکوٹ پہنچے اور مختلف بازاروں محلوں اور مسجدوں میں بڑے پیمانے پر جلسے منعقد کیے اور تقریباً ایک ماہ تک سیالکوٹ میں قیام فرما کر اپنے مخصوص مجاہدانہ انداز میں خطاب فرماتے رہے۔ آپ دلائل قاہرہ کے ساتھ ختم نبوت کے مسئلہ کو تفصیلاً سمجھاتے رہے اور دین متین اور عقائد حقہ پر قائم رہنے کی تاکید فرماتے رہے۔ آپ ارشاد فرماتے کہ

''دوسری نئی چیزوں کے اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن دین وہی پرانا رکھو''۔ دوران قیام تمام اخراجات آپ نے اپنی جیب مبارک سے برداشت کئے ۔ مرزا صاحب کو مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی جس قدر لوگ اس کی بیعت کے لئے تیار تھے وہ یہ ذلت و رسوائی کو دیکھ کر بدظن ہوگئے اور حضرت امیر ملت قدس سرہ کے حلقہ ارادت سے وابستہ ہوگئے ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مرزا صاحب کو پھر تادم زیست سیالکوٹ کا رخ کرنے کی ہمت نہ ہوسکی۔ (7)

سیالکوٹ کے اس معرکہ کے دوران ایک اہم واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ مرزا صاحب کے ایک پیروکار مولوی عبدالکریم لنگڑا نے اپنے کیمپ کے اندر معراج النبی ﷺ پر لیکچر دیتے ہوئے یوں بکواس کی کہ ''لوگ کہتے ہیں براق آیا، براق آیا لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ جب ایڑیاں اور گھٹنے رگڑتے ہوئے وہی نبی ﷺ مکہ سے بھاگ کر غاروں اور پہاڑوں میں چھپتا پھرتا تھا تو اس وقت براق کیوں نہیں

آیا''۔جب یہ گستاخانہ کلمات حضرت امیر ملت نے اپنی جلسہ گاہ میں سنے تو آپ نے دوران تقریر پر جوش لہجہ میں فرمایا کہ ''وہ شخص بے دین ہے جس نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے وہ بہت جلد ذلت ورسوائی کی موت مارا جائے گا۔

دوسرے دن ایک غیر جانبدار شخص نے مولوی عبدالکریم کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ مجھے حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پنجہ مارا ہے اور اس وقت وہ یوں دکھائی دے رہا ہے کہ شانہ سے لے کر کمر تک پٹکا باندھے ہوئے دیوار سے سہارا لے کر کھڑا ہے اور انتہائی کرب کی حالت میں ہے۔

اس خواب کی تعبیر یوں کی گئی کہ حضرت امیر ملت نے تقریر میں جوش وخروش میں آکر منبر پر زور سے اپنا ہاتھ مارا تھا جو رات کو حضرت امام زین العابدین کا پنجہ بن کر ظاہر ہوا تھا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مولوی عبدالکریم سرطان (گدودانہ) سے ہلاک ہو گیا۔ یہ بدبخت مولوی عبدالکریم سیالکوٹ میں پیدا ہوا تھا۔ ابتدائی تعلیم مڈل تک تھی بلکہ اس میں حساب کے مضمون میں فیل ہو گیا تھا۔ پھر عربی، فارسی کی پرائیویٹ تیاری کر کے وہیں مشن سکول میں مدرس فارسی متعین ہوا۔ ایک روز ایک پادری سے الجھ کر مستعفی ہو گیا اس وقت نیچری خیال کا حامل تھا۔ بعد میں مولوی نور دین خلیفہ اول مرزا صاحب کی وساطت سے مرزائی ہو گیا۔ قادیان میں خطیب وامام مسجد بنا رہا اور حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی بددعا سے ہلاک ہو کر سب سے پہلے قادیان کے مقبرہ میں دفن ہوا۔ (8)

1908ء میں حضور اقدس امیر ملت قدس سرہٗ نے ایک دفعہ پھر ''جھوٹے نبی کی شناخت'' کے عنوان سے جو ارشادات فرمائے تھے وہ آج تک قادیانی جمعیت کی چھاتی کے کابوس بنے ہوئے ہیں۔ پڑھیئے اور مرزائیت پر دو دو حرف بھیجتے جائیے۔

1۔ کسی نبی کا نام مرکب نہیں ہوا۔ مفرد ہی رہا۔ مثلاً نوح، عیسیٰ، موسیٰ، یحییٰ ادریس علیہم السلام۔ جس کا نام مرکب ہو وہ جھوٹا ہے۔

2۔ کسی نبی کا کوئی استاد نہ تھا اگر کوئی دنیا کے استاد سے سبق سیکھ کر پیغمبری کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے۔

3۔ جس پیغمبر پر وحی نازل ہوئی وہ وحی نازل ہوتے ہی اپنی نبوت کا اعلان کر دیتا تھا جو شخص سیڑھی در سیڑھی مدارج طے کر کے آخر میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا نبی ہے۔

4۔ کسی نبی نے عمر بھر جھوٹ نہیں کہا جو شخص ایک بار بھی جھوٹ بولے وہ جھوٹا نبی ہے۔

5۔ ایک نام کے دو پیغمبر نہیں ہوئے اور نہ ہی ہو سکتے ہیں۔ غلام، غلام ہی ہے اور آقا، آقا ہی ہے۔ غلام آقا کی برابری نہیں کر سکتا۔ (9)

(یاد رہے کہ مرزا جی کا پورا نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا مگر اس نے حضور سید عالم کی غلامی سے منحرف ہو کر دعویٰ نبوت کر کے دین و دنیا میں ذلت ورسوائی کو اپنا مقدر ٹھہرایا۔)

6 مئی 1908 کو مرزا صاحب اپنی اہلیہ کے علاج کے لئے لاہور خواجہ کمال الدین کے مکان پر وارد ہوئے تو اپنا دام فریب پھیلانے لگے۔ ان کے ساتھیوں نے لاہور شہر کے مختلف گوشوں میں تبلیغی کام شروع کر دیا تو اہلیان لاہور نے حضرت امیر ملت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرزائیت کی بیخ کنی کیلئے درخواست کی۔ آپ لاہور تشریف لائے اور آتے ہی برنڈرتھ روڈ پر کمال الدین کے مکان کے سامنے والے باغ (اب باغ والی جگہ پر اسلامیہ کالج ہے) میں ایک بہت بڑا سٹیج قائم کیا اور سٹیج کے

ساتھ لنگر پکانے کا انتظام کیا تا کہ عوام وخاص بروقت کھانا کھا سکیں۔ اس جگہ کئی روز تک مجالس وعظ وتقریر ہوتی رہیں اور معتقدات مرزائیت کی تردید کی جاتی رہی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ' نے مقامی علماء کے علاوہ بہت سے بیرونی علماء کو بھی مدعو کر کے مرزائیت کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

ان جلسوں میں حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی (ف 1920ء) مولانا پروفیسر اصغر علی روحی (ف 1954ء) جیسے مشہور زمانہ علماء کرام کے علاوہ حضرت امیر ملت قدس سرہ' کے خلفاء مثلاً حضرت مولانا محمد حسین قصوری (ف 1927ء) مولانا امام الدین رائے پوری (ف 1952ء) مولانا محمد شریف کوٹلوی (ف 1951ء) مولانا نور الحسن سیالکوٹی (ف 1955ء)، مولانا پیر خیر مبین شاہ امرتسری (ف 1920ء) مولانا غلام احمد اخگر امرتسری (ف 1927ء) خطاب فرماتے تھے۔ حضرت امیر ملت رحمتہ اللہ علیہ نے مرزا کو مقابلہ میں آنے کی دعوت دی اور پانچ ہزار روپے کے انعام کا بھی اعلان فرمایا۔ لیکن مرزا کو مقابلہ میں آنے کی سکت نہ تھی لہٰذا نہ آسکا۔

کسی صاحب نے مرزا صاحب کے گوش گزار یہ بات کی کہ پیر جماعت علی شاہ صاحب لاہور میں اس مقصد کے لئے آئے ہیں کہ مرزا یہاں سے بھاگ جائے۔ مرزا صاحب بولے یہ شخص وہ نہیں جو بھاگ جائے بلکہ اگر وہ بارہ برس بھی رہیں تو قدم نہ ہلے گا۔ یہ خبر کسی نے حضرت امیر ملت کو پہنچادی تو آپ نے فرمایا:

''اگر وہ بارہ برس ٹھہر سکتا ہے تو ہم چوبیس برس کا ڈیرہ جمائیں گے۔ مگر مرزا کا تو خدائی فیصلہ ہو چکا ہے۔'' اور وہ اگلے چند دنوں میں ذلت ورسوائی کی موت مرے گا۔

جب مرزا صاحب اپنے بہانگِ دہل دعوؤں اور بے شمار لاف زنیوں کے باوجود میدان میں نہ آئے تو پھر آپ نے 22 مئی 1908ء کو ہندوستان کے عظیم مسلمان فرمانروا حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ کی بنا کردہ شاہی مسجد (المعروف بادشاہی مسجد لاہور) میں ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد کیا۔ اس جلسے میں برصغیر کے نامور علماء بھی موجود تھے۔ لاکھوں مسلمانوں نے آپ کی امامت میں نماز جمعہ ادا کی۔ بعد نماز جلسے کا آغاز ہوا۔ جس میں شمس العلماء مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکیؒ (استاد گرامی حضرت امیر ملت) پروفیسر اورینٹل کالج لاہور، مولانا پروفیسر اصغر علی روحی ودیگر بہت سے علمائے کرام حضرت پیر سید مہر علی شاہ ودیگر مشائخ عظام و علماء نے خطاب فرمایا۔ آخر میں آپ نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے فرمایا: ''مرزا صاحب تو حضرت امام حسینؓ پر اپنی فوقیت جگاتے ہیں لیکن میں حضرت امام حسینؓ کا غلام ہوں۔ وہ تو اعلان کرنے پر بھی مقابلے کے لیے نہ آئے۔ میری عادت پیشین گوئی کرنے کی نہیں ہے۔ البتہ اس سے قبل نومبر 1904ء میں ایک دفعہ مرزا کے ایک حواری اور خلیفہ کے مقابلے میں میری زبان سے چند کلمات بطور پیشین گوئی کے نکل گئے تھے جس کا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ نے پورا فرمادیا اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مرزا کا حواری عبدالکریم ذلت کی موت مر گیا۔ پھر میرے دل میں بار بار خیال آرہا ہے جس کو میں باوجود کوشش کے ضبط نہیں کر سکتا۔ اور وہ خیال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد اگلے چند دنوں میں ذلت ورسوائی کی موت مرے گا۔ اور تم اس کی موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ میری اس پیشین گوئی کو مرزا کی پیشین گوئی کی طرح مت سمجھنا''۔

اس کے بعد آپ نے مزید ارشاد کیا: ''جب تک مرزا اپنے انجام کو نہ پہنچ جاوے، میں لاہور سے نہیں جاؤں گا۔''

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی بھی اس جلسہ میں تشریف فرما تھے۔ جلسہ کے اختتام پر انہوں نے حضرت امیر ملت قدس سرہٗ سے کہا کہ: ''شاہ صاحب! میں تو واپس جاتا ہوں، آپ اپنا کام جاری رکھیں۔''

حضرت امیر ملتؒ نے ان سے کہا: ''آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر کیسے تشریف لے جائیں گے؟''

حضرت گولڑوی نے فرمایا: ''میں گھر سے شکار کرنے آیا تھا مگر مجھے معلوم ہوا کہ یہ شکار میرے مقدر میں نہیں ہے بلکہ آپ کے لیے مقدر ہے۔ اس لیے آپ ٹھہریں اور اپنا کام کرتے رہیں۔''

چنانچہ اگلے دن حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ واپس گولڑہ شریف تشریف لے گئے۔

آپ نے مرزا جی کو ہر طرح سے للکارا۔ اسے دعوت دی کہ وہ میدان میں آکر اپنے دعویٰ نبوت کو سچا ثابت کرے۔ مناظرہ کر لے یا مباہلہ کرے۔ پانچ ہزار روپیہ کا انعام وصول کرے۔ اگر مرزا جی میدان میں نہیں آسکتے تو ہم ان کے پاس جانے کو تیار ہیں۔ مگر مرزا جی کو کوئی بات بھی ماننے کی جرات نہ ہو سکی۔

آخر کار 25 مئی 1908ء بروز پیر رات کے جلسے میں لاہور و بیرون لاہور کے ہزاروں مسلمانوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے ارشاد کیا کہ: ''ہم نے مرزا کا بہت انتظار کیا لیکن وہ سامنے نہیں آیا۔ پیشگوئی کرنا میری عادت نہیں لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مرزا جی کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ میرے مقابلے میں نہیں آئے گا۔ کیونکہ میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سچا ہے۔ اور میں صدق دل سے اس سچے نبی کا غلام ہوں۔ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمیں اس جھوٹے نبی سے نجات عطا فرمائے گا'' اور مرزا ذلت و رسوائی کی موت مرے گا۔

جب آپ نے یہ پیشین گوئی فرمائی تو ہزاروں مسلمانوں نے یک زبان ہو کر آمین کی صدائیں بلند کیں۔ یہ پیشن گوئی آپ نے رات دس بجے کے قریب فرمائی اور 26 مئی کو صبح دس بج کر دس منٹ پر مرزا جی آنجہانی ہو گئے۔ مولانا رومؒ نے سچ فرمایا ہے:

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک بار کہا تھا کہ: ''جو کوئی ہیضے کی موت سے مرے گا، وہ کتے کی موت مرے گا''

آسمان پر تھوکا منہ پر آیا جس رات حضرت امیر ملت قدس سرہٗ نے پیشین گوئی فرمائی تھی، اسی رات تھوڑی دیر بعد مرزا جی کو ہیضہ ہوا تھا۔ نصف شب گزرنے تک مرض نے شدت اختیار کر لی۔ مرنے سے چھ گھنٹے قبل زبان بند ہو گئی۔ نجاست منہ کے راستے نکلتی رہی اور اسی حالت میں 26 مئی 1908ء کو صبح دس بج کر دس منٹ پر خاتمہ ہو گیا۔ مرزا جی کی تاریخ وفات ہے۔

لَقَدْ دَخَلَ فِیْ قَعرِ جَھَنَّم 1326ھ

جس وقت حضرت امیر ملت قدس سرہٗ نے مرزا جی کی ہلاکت کی پیش گوئی فرمائی تھی تو لوگوں نے اسے پوری اہمیت نہ دی مگر جب پوری ہو گئی تو حد درجہ حیران ہوئے۔ اس پیشین گوئی کا مرزائیوں نے آج تک ذکر نہیں کیا۔ مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکیؒ (ف

1920ء) نے فرمایا کہ "ہم پہلے تو اس پیشین گوئی کو معمولی سمجھتے تھے، آخر کار وہ تو سب سے بڑھ کر نکلی"۔ (10)

حضرت امیر ملت قدس سرہٗ نے جب مرزا جی کی ہلاکت کی خبر سنی تو فوراً سجدۂ شکر بجالائے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مسلمانوں کے ایمان کو محفوظ رکھا۔ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ظاہر فرمائی اور مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھا۔

مرزا جی کی ہلاکت کی خبر آناً فاناً پورے لاہور میں پھیل گئی۔ مسلمانوں نے جگہ جگہ مسجدوں، بازاروں اور محلوں میں شکرانہ کے جلسے منعقد کیئے۔ ان بیشتر جلسوں میں حضرت امیر ملت خود شریک ہوئے اور اپنے مواعظ حسنہ سے لوگوں کو مستفید و مستفیض فرماتے رہے۔ اس سلسلے میں تین روز تک اسلامیہ کالج ریلوے روڈ کے میدان میں جلسے منعقد ہوتے رہے۔ جن میں لاتعداد لوگ شریک ہوتے رہے بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ لاہور شہر کا کوئی گھر ایسا نہ ہوگا جس کے ایک دو افراد نے ان جلسوں میں شرکت نہ کی ہو۔ اس کے بعد اکناف واطراف لاہور میں بڑے بڑے جلسے ہوئے۔ تقریباً ہر جلسے میں علمائے کرام کی تقریروں کے بعد حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کا خصوصی خطاب ہوتا تھا۔ ان تمام جلسوں میں بے شمار لوگ قادیانی عقائد سے تائب ہو کر دوبارہ مسلمان ہوئے اور ان میں سے اکثر و بیشتر نے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے والوں کی تعداد ہر روز اتنی زیادہ ہوتی تھی کہ آپ اسٹیج پر کھڑے ہو کر سب کو داخل سلسلہ فرماتے تھے۔" (11)

مرزا قادیانی کی منحوس لاش کو جب نہایت بے کسی کی حالت میں گندگی والے ٹرک میں ڈال کر اسٹیشن اور پھر بٹالہ کی طرف لے گئے تا کہ قادیان لے جا کر دفن کیا جائے تو اہل اسلام نے نہایت تذلیل وتحقیر کی۔ (12)

مرزا جی کی ہلاکت کے بعد بھی حضرت امیر ملتؒ ردّ مرزائیت میں جوش وخروش سے سرگرم عمل رہے اور دلائل قاہرہ سے ختم نبوت کے مسئلے کو ثابت فرماتے۔ مرزائیوں نے بوکھلا کر آپ کے خلاف ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کر کے اعلائے کلمۃ الحق سے باز رکھنے کی سعی نامشکور کی مگر نہ تو آپ پریشان ہوئے اور نہ ہی آپ کی سرگرمیوں میں سرِ مُو فرق آیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نصرت وکامیابی آپ کے شامل حال رہی۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیونکر بجھے جسے روشن خدا کرے

ایک دفعہ رعیہ خاص ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں حضرت امیر ملت قدس سرہٗ خطاب فرمار ہے تھے کہ محمد علی جولاہا مرزائی ساکن سنکھترہ نے حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں بے ادبی کے کچھ الفاظ کہے۔ حضرت اقدس ایسی گستاخی کی کب تاب لاسکتے تھے۔ آپ نے خود اپنے دست مبارک سے اس کو زدوکوب کیا۔ یہ دیکھ کر دوسرے مسلمان بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور اس بدبخت اور خبیث جولاہے کو سخت سزا دی۔

مرزائی تو پہلے ہی آپکی حق گوئی و بیباکی سے ذلیل وخوار ہو کر بدلہ لینے کی فکر میں تھے۔ اس واقعہ سے وہ نہایت ہی ذلیل حرکتوں پر اتر آئے اور تحصیلدار رعیّہ (رعیّہ خاص ان دنوں تحصیل ہوا کرتی تھی اور تحصیل دار ہندو تھا) کی عدالت میں ایک جھوٹا

مقدمہ دائر کر دیا کہ: ''یہ شخص (حضرت امیر ملت قدس سرہٗ) مسلمانوں کو گاؤ کشی پر برانگیختہ کرتا ہے۔ حکومت برطانیہ کے خلاف بہت کچھ کہتا رہتا ہے۔ محمد علی جولا ہا نے اسے ان حرکتوں سے روکا تو اس نے محمد علی جولا ہا کو سخت زدوکوب کیا۔''

ماسٹر خواجہ محمد کرم الٰہی ایڈووکیٹ سیالکوٹ (ف 1959ء) (خلیفہ مجاز حضرت امیر ملت وسیکرٹری مرکزی انجمن خدام الصوفیہ ہند) اور سیالکوٹ کے دیگر یارانِ طریقت نے سیالکوٹ کے انگریزی ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں تبدیلی مقدمہ کی درخواست پیش کی۔ اس نے درخواست قبول کرتے ہوئے ایک انگریز مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ منتقل کر دیا۔ سب سے پہلے حضرت اقدس امیر ملت کی حاضری عدالت کا معاملہ زیر بحث آیا۔ خواجہ کمال الدین وکیل مرزائی کو چونکہ آپ سے خصوصی عداوت و خصومت تھی بدیں وجہ اس نے زور دیا کہ یہ شخص معمولی حیثیت کا مالک ہے۔ اس کا عدالت میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ حضرت امیر ملت کی طرف سے کئی وکیل پیروی کر رہے تھے۔ انہوں نے اور ماسٹر محمد کرم الٰہی ایڈووکیٹ نے یہ موقف اختیار کیا کہ:

''آپ مسلمانوں کے بہت بڑے مقتدا اور رہنما ہیں۔ آپ کے کئی لاکھ معتقدین اور مریدین سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کو حاضری عدالت سے مستثنیٰ کیا جائے۔''

انگریز مجسٹریٹ نے فریقین کے وکلاء کے تفصیلی دلائل سننے کے بعد فیصلہ کیا کہ: ''شاہ صاحب نہایت قابل تعظیم اور بزرگ ہستی ہیں۔ ان کی شان اس سے ارفع ہے کہ وہ ایسے جھوٹے مقدمہ میں عدالت میں بلائے جائیں لہٰذا حکم کیا جاتا ہے کہ شاہ صاحب عدالت میں حاضر نہ ہوں اور ان کی طرف سے وکیل پیروی کرلے۔''

محمد علی جولا ہا نے مرزائی جماعت کی مدد سے سیشن جج کی عدالت میں نگرانی کی درخواست دے دی۔ وہاں سے بھی مقدمہ خارج ہوا تو مرزائیوں نے ہائی کورٹ سے رجوع کیا اور زور دیا کہ آپ کا دوران مقدمہ حاضر عدالت ہونا لازم قرار دیا جائے۔ فریقین کی طرف سے قابل وکیل اور لائق بیرسٹر پیروی کر رہے تھے۔ آپ کی طرف سے کئی بیرسٹر بلا معاوضہ پیش ہوتے تھے۔ جن میں سر محمد شفیع بیرسٹر (ف 1932ء) بھی شامل تھے۔ بحث بھی انہوں نے ہی کی تھی۔ ہائی کورٹ میں بھی حضرت اقدس کو کامیابی ہوئی اور آپ کو حاضری عدالت سے مستثنیٰ رکھا گیا۔ جب اس اقدام میں مرزائیوں نے ہائی کورٹ تک منہ کی کھائی تو اصل مقدمہ میں ایڑی چوٹی تک زور لگا دیا۔ مگر سیالکوٹ کے مجسٹریٹ نے اصل مقدمہ میں بھی خارج کر دیا۔ اس کے بعد مرزائیوں کو دوبارہ اپیل کرنے کی ہمت نہ ہوئی اور ذلیل و خوار ہو کر خاموش بیٹھ رہے۔''(13)

بار بار ذلیل و خوار ہونے کے بعد مرزائیوں نے حضرت امیر ملت کے منجھلے صاحبزادے حضرت پیر سید خادم حسین شاہؒ (ف 1951ء) کے خلاف ایک فوجداری مقدمہ دائر کر دیا تاکہ اپنی بار بار کی تذلیل کا بدلہ لیا جا سکے۔ صاحبزادہ صاحب اس وقت اورینٹل کالج لاہور میں مولوی فاضل کا امتحان دے رہے تھے۔ اس مقدمہ کی پیروی کے لئے حضرت اقدس تقریباً ایک سال تک مسجد پٹولیاں (اندرون لوہاری دروازہ لاہور) قیام فرما رہے۔ مرزائیوں کی خواہش تھی کہ آپ کو طرح طرح سے پریشان کر کے تبلیغ وارشاد کا سلسلہ ختم کر دیا جائے۔ مگر ان کی یہ خواہش بھی پوری نہ ہو سکی۔ مسجد پٹولیاں میں قیام کے زمانے میں آپ کا فیض عام جاری رہا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ جوق در جوق حاضر ہوتے اور اپنے دامن میں فیوض و برکات سمیٹ کر لے جاتے

بے شمار لوگ سعادت بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کا لنگر بڑے وسیع پیمانے پر قائم تھا۔ ہر رات آپ کے وعظ و تقریر میں دور و نزدیک کے لوگ شرکت کے لئے آتے اور فیض یاب ہوتے۔

مقدمہ کی پیروی کے لئے حضرت مولا محرم علی چشتیؒ (ف 1934ء) آپ کی طرف سے وکیل تھے۔ دوسرے وکلاء بھی موجود تھے لیکن بحث میاں سر محمد شفیع بیرسٹر نے کی اور پہلے کی طرح اب بھی وہ کسی قسم کے محتانہ کے روادار نہ ہوئے۔ ماسٹر کرم الٰہی ایڈووکیٹ مقدمہ کی پیروی کے لیے سیالکوٹ سے برابر آیا کرتے تھے۔ موخر الذکر نے جو خدمات انجام دیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

جس رات کی صبح فیصلہ سنایا جانا تھا وہ رات حضرت امیر ملت قدس سرہٗ نے حضور داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے دربار گوہر میں بسر کی۔ صبح ہوتے ہی آپ نے خادم حاجی عبداللہ امرتسری کو حکم دیا کہ:

''آج فیصلے کی تاریخ ہے۔ زردہ پلاؤ کی دیگیں چڑھا دو۔''

حاجی صاحب نے عرض کیا کہ بری ہونے کا فیصلہ ہو جائے تو دیگیں بھی چڑھائیں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

''تم ابھی سے کام شروع کر دو۔ اللہ تعالیٰ بری کرے گا۔''

چنانچہ انگریز جج نے باعزّت بری ہونے کا فیصلہ سنایا تو حق کا بول بالا اور دشمنوں کا منہ کالا ہو گیا۔ جب فیصلے کی اطلاع حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کو پہنچائی گئی تو آپ کے ساتھ سب لوگ سجدۂ شکر بجالائے، خوشیاں منائی گئیں، خیرات کی گئی۔ سارا دن اور رات زردہ پلاؤ کا عام لنگر جاری رہا۔ (14)

گزشتہ صفحات میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت امیر ملت نے بادشاہی مسجد لاہور کے جلسۂ عام میں اعلان فرمایا تھا کہ:

''اگر مرزائی اپنے دین کو سچا ثابت کر دیں تو پانچ ہزار روپے انعام دوں گا۔''

یہ اعلان اخبارات میں بھی شائع ہوا اور اشتہارات کی شکل میں بھی عام کیا گیا۔ مگر کبھی کسی نے انعام حاصل کرنے کی جرات نہ کی۔ البتہ ایک دفعہ مرزائیوں کی طرف سے اشتہار تقسیم کئے گئے کہ ہم اپنا مسلمان ہونا ثابت کرتے ہیں۔ پہلے تم روپیہ بنک میں جمع کراؤ۔ اس وقت حضرت اقدس علی پور سیداں شریف سے سیالکوٹ تشریف لے جا رہے تھے۔ جب ٹرین سیالکوٹ اسٹیشن پر پہنچی تو بہت سے اشتہار اس سیکنڈ کلاس ڈبے میں ڈال دیئے گئے۔ جس میں آپ سفر فرما رہے تھے۔ اشتہار دیکھا تو مطالبہ کا علم ہوا۔ چنانچہ دوسرے دن بنک میں روپیہ جمع کروا کر اشتہارات چھپوا کر تقسیم کر دیے گئے مگر مرزائیوں کو میدان میں آنے کی جرات نہ ہو سکی۔'' (15)

فتنہ ارتداد کے دور میں بھی آپ متواتر ردِّ مرزائیت میں مصروف کار رہے۔ جھوٹے نبی کی جھوٹی نبوت پر ضرب کاری لگاتے رہے کیونکہ آپ کی زبان قدس پر ہر وقت ''قال اللہ'' اور ''قال الرسول'' ہی ہوتا تھا تو پھر بھلا ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ 2 دسمبر 1924ء کو اکبری مسجد آگرہ میں جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے ایک بار پھر اعلان فرمایا کہ:

1- حضرت آدمؑ سے لے کر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے۔ سب کے اکہرے یعنی مفرد نام تھے۔ مرکب نام نہ تھے۔ مثلاً آدمؑ، شیثؑ، نوحؑ وغیرہ مگر مرزائی فرقہ کے بانی غلام احمد کا نام دُہرا ہے۔ ایک غلام اور دوسرا احمد دو لفظ ہیں۔ بھلا جب ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں سے کسی کا نام بھی دُہرا نہیں ہے تو

غلام احمد دُہرے نام کا آدمی پیغمبر کیسے بن گیا؟

2-انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی استاد نہ تھا۔ اگر کوئی استاد ہوتا تو اس کی تعظیم واجب ہوتی۔ مگر یہ خاصان خدا خود ہی سب سے زیادہ واجب التعظیم تھے۔ اس لیے کوئی ان کا استاد ہی نہ ہوا جس کی تعظیم کرتے۔ ہاں غلام احمد کا استاد گل شاہ تھا۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ اس کا دعویٰ نبوت جھوٹا اور باطل ہے۔

3- سب نبیوں نے چالیس سال کی عمر میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک دم دعویٰ کیا۔ تدریجی دعویٰ کسی نبی نے نہیں کیا۔ مرزا غلام احمد نے اول کہا، میں محدث ہوں، پھر مجدد بنا، پھر مہدی ہونے کا دعویٰ کیا پھر مسیح بن گیا اور نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

لَعنَۃُ اللہِ عَلَی الکَاذِبِین.(16)

گزشتہ صفحات میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ نے 1925ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد کے موقعہ پر اپنے صدارتی خطبے میں بھی مرزائیت پر ضربِ کاری لگائی تھی۔ اسی اجلاس میں مرزائیوں کے خلاف ایک قرارداد بھی منظور کی گئی جو درج ذیل ہے۔

''یہ اجلاس عام جو سات کروڑ مسلمانانِ ہند کا قائم مقام اور ہر حصہ ملک کے علمائے اہلسنت و جماعت پر مشتمل ہے۔ مرزائیوں کی صدائے احتجاج کی بناء پر لیگ آف نیشنز اور گورنمنٹ آف انڈیا کو توجہ دلاتا ہے کہ حکومت افغانستان کا اہلاک قادیانیان مذہبی مسئلہ ہے۔ اس میں کسی حکومت کی مخالفانہ آواز صریح مذہبی مداخلت ہوگی جس کو مسلمان کسی طرح بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ لہٰذا لیگ اور گورنمنٹ کو اس مسئلہ میں ہرگز دخل نہ دینا چاہیے۔''(17)

انجمن خدام الصوفیہ ہند کے سیکرٹری جنرل خواجہ محمد کرم الٰہی ایڈووکیٹ نے 14 دسمبر 1928ء کو روزنامہ سیاست لاہور میں ایک بیان شائع کیا جس میں تحریر کیا تھا کہ: ''مرزا صاحب کی جماعت ابتدا سے حضرت قبلہ عالم روحی فداہ (حضرت امیر ملتؒ) اور آپ کے غلاموں کی مخالفت پر کمر بستہ رہی ہے۔ 1925ء کے سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ کے موقع پر مرزا قادیانی کے چند معتقد علی پور شریف آئے۔ ان کی نیت فساد اور شرارت کی تھی۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے مرزا کے اعتقادات اور الہامات کا ذکر کرنا شروع کر دیا۔ ایک مولوی صاحب نے جلسے میں مرزا کے اعتقادات کی تردید کی، ایمان کی حیثیت بیان کی اور مسئلہ ختم نبوت پر مکمل روشنی ڈالی۔ اس موقع پر حضرت قبلہ عالم امیر ملت نے اعلان فرمایا کہ ''مرزا کے ایمان کو صحیح ثابت کرنے والے کو دس ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔ اس کے بعد سے سیالکوٹ کی مرزائی جماعت اور حضرت قبلہ عالم کے غلامان سیالکوٹ کے مابین اشتہار بازی ہوتی رہی ہے۔ اب ان کے مطالبہ پر ہم نے دس ہزار روپے امپریل بنک سیالکوٹ میں جمع کرا کے اعلان کر دیا ہے اور دعوت دی ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود، مرزا کے ایمان کو سچا ثابت کر دیں مگر مخالفین اس اعلان کے بعد سے خاموش ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ سب کو سکتہ ہو گیا ہے۔ کوئی سامنے نہ آیا جو اپنا مدعا ثابت کر سکتا، اور اتنا بڑا انعام حاصل کرتا۔''(18)

مندرجہ بالا تفاصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا جی اور ان کے حواریوں کو کبھی بھی سامنے آ کر اپنا موقف اور عقیدہ ثابت کرنے کی جرات نہ ہو سکی اور ہمیشہ حق کا بول ہی بالا رہا۔

حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی ردِّ مرزائیت کی خدمات کا اعتراف خود انصاف پسند مرزائیوں نے بھی کیا ہے۔ آپ کے نبیرہ

اعظم جو ہر ملت حضرت پیر سید اختر حسین شاہ (ف 1980ء) روایت فرماتے ہیں کہ:

''ایک بار ریل میں ایک سینئر جج میرے ہم سفر تھے، وہ مرزائی تھے۔ انہوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ ''ہندوستان میں تین طاقتوں نے بیک وقت اپنے اپنے عقائد کی تبلیغ کا کام شروع کیا تھا۔ انگریزوں نے عیسائیت کی، مرزا اپنے مذہب کی اور شاہ صاحب (امیر ملت) نے دین حق کی تبلیغ شروع کی۔ انگریز کے پاس بہت زیادہ دولت، طاقت اور حکومت تھی۔ مرزا صاحب نے بھی چندہ اکٹھا کر کے بڑی دولت جمع کر لی تھی اور تنخواہ دار مبلغین کی ایک مستقل جماعت قائم کی تھی۔ اس کے برعکس شاہ صاحب اکیلے ہی سرگرم عمل تھے۔ آپ کے پاس کوئی سرمایہ بھی نہ تھا۔ آپ نے چندہ بھی نہیں کیا اور مبلغین کی جماعت کو بھی ملازم نہیں رکھا۔ مگر میں اپنے سیالکوٹ کے علاقے پر ہی غور کرتا ہوں تو نظر آتا ہے کہ بدوملہی کا صرف ایک زمیندار سدھ صاحب عیسائی ہوا ہے۔ اور چوہدری عنایت اللہ، ترگ کا ذیلدار اور میرے والد صاحب اور صرف چند گھر گھٹیالیاں کے مرزائی ہوئے ہیں۔ علاقے کے باقی تمام لوگ جو لاکھوں کی تعداد میں ہیں، شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور اپنے دین پر قائم رہے۔''

حضرت جو ہر ملت فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی تقریر سن کر کہا کہ ''یہ اللہ کی دین ہے، جو کوئی اللہ کے بھروسے پر کام کرتا ہے اور اسباب ظاہر کا پابند نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ اسے کامیاب فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَاِنَّ حِزْبَ للّٰهِ هُمُ الْغَا لِبُو نَ (پارہ مائدہ 56)

''آگاہ رہو کہ بے شک خدا کی جماعت ہی کو غلبہ حاصل ہوا کرتا ہے۔'' (19)

حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی ان بے مثال مذہبی اور دینی خدمات سے متاثر ہو کر حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ (ف 1984ء) سجادہ نشین آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ نے یوں خراج تحسین پیش کیا تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت امیر ملت قبلہ عالمؒ کی نوجوانی کے زمانے میں تمام ملک ہندوستان میں کفر و ظلمت کا دور دورہ تھا۔ اور اسلام کو کسی ایسی اولوالعزم ہستی کا انتظار تھا جو تاریکیوں کو مٹا کو نور ایمان سے دلوں کو روشن کر دے۔ کفر والحاد کا عقاب ہر طرف شکار کی تلاش میں گرم پرواز تھا۔ اور ڈرے سہمے کلمہ گو گوشہ نشینی میں عافیت سمجھ رہے تھے۔ اگر ایمان کی بجلی کبھی گمراہی کے تاریک پردوں کو چاک کرتی، تو اپنی شپرہ چشمی کی وجہ سے خلقت اس روشنی سے فیض پانے سے محروم رہتی۔ عوام الناس، عادات واخلاق اور اعمال وافعال کے لحاظ سے کفر میں ایسے رنگے ہوئے تھے کہ اسلامی شان وامتیاز سے یکسر بیگانہ تھے۔ غیر اسلامی رسوم وشعائر کو دین وایمان سمجھ بیٹھے تھے۔ اور صِبْغَةُ اللّٰهِ کے خداوندی رنگ کا ان کو احساس ہی نہ رہا تھا۔ کافرانہ رسم ورواج اس قدر عام ہو چکے تھے کہ بے چاروں کو خدا رسول ﷺ کی تعلیمات سے یکسر بیگانگی تھی۔ کفر و شرک کے پجاری رشد وہدایت سے نبرد آزما تھے۔ اور ہندوستان سے اسلام کا نام مٹا دینے پر کمر بستہ۔ غرض پورا برصغیر شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک اسپین میں اسلام کے آخری دور سے مماثل نظر آتا تھا۔

ایسے وقت میں جبکہ روشیں ویران اور آبجوئیں خشک ہو چکی تھیں کہ اچانک ابرِ رحمت نمودار ہوا۔ گلزار عالم میں آثار حیات ہویدا ہوئے۔ اس کا تقاطر بہار آفریں اور مُردہ زمین کو حیات اجاوداں بخشنے والا تھا۔ انسانیت کے پژمردہ چہرے پر رنگ شباب نکھرنے لگا۔ بادِ خزاں کے ہزیمت خوردہ درختوں کی عریاں شاخوں کو ازسرِ نو خلعتِ برگ و بار عطا ہوا، کہ وہ آفتاب عالم طلوع ہوا۔ اس نیّر

اعظم نے شب وروز سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے، ان سرنگوں مسلمانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کو بینا و روشن کر دیا۔ ان سیاہ ذروں کو تابندہ ستارے بنا دیا۔ اپنی تمازت عالمتاب سے پژمردہ دلوں کو گرمایا اور تازہ خون پیدا کیا۔ خوابیدہ احباب کو جگایا اور ہوشیار کیا۔ اور میدان عمل میں لا کھڑا کیا اور ان سے کام لیا۔ حالانکہ اس وقت نہ کوئی واعظ تھا اور نہ وعظ سننے والا، نہ جلسہ تھا نہ جلوس، نہ انجمن تھی نہ کارکن۔ صرف حضرت امیر ملت قبلہ عالمؒ ہی سب کچھ تھے۔ اور آپ نے یکہ وتنہا احیاءِ دین کا بیڑہ اٹھایا تھا۔" (20)

ردِّ مرزائیت کے بارے میں حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی خدمات جلیلہ کی چند جھلکیاں آپ نے ملاحظہ فرمائی ہیں۔ افسوس کہ عدم فراہمی مواد کے سبب تفصیل نہیں دی جاسکتی ورنہ آپ کی خدمات کا احاطہ کرنے کے لئے کئی دفتر درکار ہوتے۔ برصغیر میں حضرت امیر ملتؒ ہی کی وہ واحد شخصیت ہیں جس نے میدان عمل میں مرزائیت کا مقابلہ کر کے اس کا ناطقہ بند کیا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزائی سب سے زیادہ دشمنی کا مظاہرہ بھی آپ کے ساتھ ہی کرتے تھے۔ اور لوگوں نے بھی قادیانی فتنہ کی سرکوبی اور بیخ کنی کے لئے کام کیا ہے مگر ان کا کام جزوی ہے۔ کسی نے کتاب لکھ دی، کسی نے ایک آدھ جلسہ سے خطاب کیا۔ مگر کلیؔ کام صرف اور صرف حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کا ہے۔ پس پردہ رہ کر کام کرنا اور بات ہے، میدان میں آکر نعرہ مستانہ لگانا اور چیز ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ (ف1938ء) نے سچ ہی تو کہا ہے۔

الفاظ و معانی میں کچھ تفاوت نہیں لیکن
مُلّا کی اذاں اور ہے مجاہد کی اذاں اور

مرزائی آپ سے اس حد تک مخالفت و مخاصمت رکھتے تھے کہ انہوں نے آپ کی مخالفت کا کوئی موقعہ بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ فتنہ ارتداد کے خطرناک موقع پر حضرت امیر ملتؒ نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ فرقہ مرزائیہ نے اس فتنے میں حد درجہ بے غیرتی کا ثبوت دیا تھا اور اپنی معاندانہ کاروائیوں سے فساد کے اندر ایک اور فساد برپا کر دیا تھا جو اسلامی جماعتیں شدھی کو روکنے میں سرگرم عمل تھیں، ان سب سے بدبخت مرزائیوں کی مخاصمت تھی لیکن خاص طور پر وہ حضرت امیر ملتؒ کے دشمن تھے۔ اور آپ کے ارسال کردہ مبلغین کے لیے زحمتوں اور مزاحمتوں کا سبب بنتے تھے مگر خدا کے فضل سے وہاں بھی ہر موقع پر ان کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور آپ کے مبلغین باوجود ان کی مخاصمت و مخالفت کے کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ (21)

الغرض حضرت امیر ملت قدس سرہٗ تادم واپسیں مرزائیت کی تردید میں ہمہ وقت مشغول و مصروف رہے۔ 1951ء میں آپ کی رحلت ہوئی اور 1953ء میں ملکی سطح پر " تحریک ختم نبوت " چلی۔ اس تحریک میں آپ کے فرزند اکبر اور سجادہ نشین اول سراج الملت حضرت پیر سید حافظ محمد حسین شاہ صاحبؒ (ف1961ء) سب سے چھوٹے صاحبزادے شمس الملت حضرت پیر سید نور حسین شاہ صاحب (ف1978ء) اور نبیرہ اعظم جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحبؒ (ف1980ء) نے بھرپور کردار ادا کیا۔ ضیغم اسلام مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ نے بھی اس تحریک میں تاریخی کردار ادا کیا اور سزائے موت کے حقدار ٹھہرائے گئے۔ (یہ سزائے موت بعد میں عمر قید میں تبدیل ہو گئی تھی، یہ بھی حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے فیض نظر کا اثر تھا۔ کیونکہ حضرت نیازی صاحب نے تحریک پاکستان کے دور میں اور پاکستان بننے کے بعد تحریک نفاذ اسلام میں پیر صاحب

مانکی شریف محمد امین الحسنات (ف 1960ء) کیساتھ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی زیر کمان سرفروشانہ خدمات انجام دیکر حق گوئی اور بے باکی اور سرفروشی کا سبق سیکھا ہے۔(22)

1974ء میں جب ''تحریک ختم نبوت'' ساحل کامیابی سے ہمکنار ہوئی ملک کے سب سے بڑے با اختیار ادارے قومی اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تو میں نے چشم تصور سے دیکھا کہ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی روح انور اس دن خوشی سے پھولے نہ سماتی تھی اور اولاد، امجاد سے ارشاد فرما رہی تھی کہ: ''میرے بیٹو! میں نے زندگی بھر حق وصداقت کا ساتھ دیا ہے اور جابر سے جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنے سے کبھی گریز نہیں کیا۔ لہٰذا تم ہر اس تحریک کو کچل دو، ہر اس جماعت کے خلاف جہاد کرو اور ہر اس شخص کو کیفر کردار تک پہنچادو جو ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتا اور جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ڈاکے ڈالتا ہے۔

میرے بچو! تم پر تحفظِ ختم نبوت کا دوہرا فرض ہے کیونکہ تم امت رسول بھی ہو اور آلِ رسول بھی۔ جاؤ! میدان میں نکل کر ہر اس ہاتھ کو قلم کردو جو توہین رسالت کے لیے اٹھتا ہے۔ ہر اس زبان کو کاٹ کر رکھ دو جو گستاخی رسولؐ کے لئے کھلتی ہے اور ہر اس تنظیم کو ملیامیٹ کردو جس کا مقصد دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کرنا نہیں ہے۔

اٹھو! کمرِ ہمت باندھ کر نعرہ تکبیر ورسالت بلند کرنے کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دو، میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔''

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اُجالا کردے

(اقبال)

الحمدللہ 1974ء کی تحریک میں حضرت امیر ملتؒ کے جانشین حضرت مہر الملت صاحبزادہ پیر سید منور حسین جماعتی نے ایک جاندار کردار ادا کیا اس تحریک میں نکلنے والے جلوسوں کی قیادت کی اور بادشاہی مسجد میں منعقد ہونیوالی ختم نبوت کانفرنس میں ہزاروں مریدین کی معیت میں شرکت کر کے ولولہ انگیز اور پرجوش خطاب فرمایا اور حضرت علامہ شاہ احمد نورانی' علامہ نیازی اور سید محمود احمد شاہ صاحب رضوی کے ساتھ مسلسل شبانہ روز کام کر کے اس تحریک کو ساحل مراد تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

اس کے بعد پاکستان کے علاوہ برطانیہ یورپ اور امریکہ میں ختم نبوت کانفرنسوں کا جال بچھا دیا اور حضرت امیر ملتؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر جگہ اور ہر مقام پر مرزائیوں کو للکارا اور میدان عمل میں آ کر مناظرے مباحثے اور مباہلے کے چیلنج دیئے۔ برطانیہ میں مرزائیوں کے خلاف اسلامک ٹی وی چینل اور ہر سال ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد بھی آپ کا مرہون منت ہے۔ غرضیکہ جانشین امیر ملت نے اپنے جد اعلیٰ کے اس مشن کو جاری وساری رکھا ہوا ہے اور پاکستان میں بھی ختم نبوت کانفرنسوں کا جال بچھا دیا ہے اور پچھلے سال امام علی الحق کے دربار پر ہزاروں کے اجتماع میں مرزا مسرور کو ایک مرتبہ پھر چیلنج دے کر اہلسنت کی قیادت کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس سے قبل تین مرتبہ مرزا طاہر اور ایک مرتبہ مرزا مسرور کو چیلنج دے چکے ہیں لیکن ابھی تک مرزائیوں کو جرات نہ ہوسکی۔ اللہ کریم حق کا بول بالا فرمائے اور جانشین امیر ملتؒ کو صحت وتندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے تا کہ وہ اپنے جد اعلیٰ حضرت امیر ملتؒ کے مشن کو جاری رکھ سکیں (آمین)

حوالات جات

حوالہ نمبر1- ''الکاویہ علی الغاریہ جلد دوم'' از مولانا محمد عالم آسی امرتسری' امرتسر1934ء ص199-200 ''مذاہب الاسلام از مولوی نجم الغنی رامپوری' لاہور1978ء ص:657'' ''مشاہدات قادیاں'' از مولانا عنایت اللہ چشتی' ملتان1987ء ص266۔ حوالہ نمبر2- قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' از پروفیسر محمد الیاس برنی مطبوعہ لاہور طبع نہم ص91'' ''تحریک ختم نبوت'' از شورش کاشمیری مطبوعہ لاہور1976ء ص22-23۔ حوالہ نمبر3- ''تحریک ختم نبوت'' ص23 تا24۔ ''اسلامی مذاہب'' از شیخ محمد ابوزہرہ مصری (مترجم پروفیسر غلام احمد حریری) مطبوعہ فیصل آباد طبع سوم ص376 تا388۔ حوالہ نمبر4- ''الکاویہ علی الغاویہ'' جلد اول از مولانا محمد عالم آسی مطبوعہ امرتسر1931ء ص:3۔ حوالہ نمبر5- ماہنامہ انوار الصوفیہ'' قصور بابت اپریل مئی1961ء ص33۔ ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور (ختم نبوت نمبر) دسمبر1974ء ص45 ''ایمان پرور یادیں'' از مولوی اللہ وسایا دیوبندی مطبوعہ ملتان1986ء ص:36 حوالہ نمبر6- ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور'' ختم نبوت نمبر ص45'46۔ حوالہ نمبر7- ''برکات علی پور شریف'' از پیر خیر مبین شاہ امرتسری' امرتسر1326ء ص9'' سیرت امیر ملت'' مطبوعہ1975ء ص 245'' ایمان پرور یادیں'' ص37۔ حوالہ نمبر8- الکاویہ علی الغاویہ'' جلد دوم از مولانا محمد عالم آسی مطبوعہ امرتسر1934ء ص387-388۔ حوالہ نمبر9- ''فیضان امیر ملت'' از مرزا ذوالفقار علی بیگ جماعتی مطبوعہ حیدر آباد دکن1959ء ص96-97۔ حوالہ نمبر10- ''الکاویہ علی الغاویہ جلد دوم'' ص385-386 ''سیرت امیر ملت ص244 تک249 ''مہر منیر'' از مولانا فیض احمد فیض ص406 ''برکات علی پور'' ص:9'158 تا159 ''صوفیائے نقشبند'' ص356۔ ماہنامہ ''شمس الاسلام'' بھیرہ ضلع سرگودھا جنوری1934ء ص:11۔ حوالہ نمبر 11- ''سیرت امیر ملت'' ص:249۔ حوالہ نمبر12- ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور ختم نبوت نمبر ص:47۔ ''الکاویہ علی الغاویہ'' جلد دوم ص159۔ حوالہ نمبر13- ''سیرت امیر ملت'' ص250-251 حوالہ نمبر14- ''سیرت امیر ملت'' ص251-252 حوالہ نمبر15- ''سیرت امیر ملت'' ص252-253 حوالہ نمبر16- ''سیرت امیر ملت'' ص660-661 حوالہ نمبر17- ماہنامہ ''اشرفی'' کچھوچھہ شریف (انڈیا) بابت مئی1925ء ص:20 ماہنامہ ''ترجمان اہلسنت'' کراچی سنی کانفرنس ملتان نمبر ص:68-67۔ حوالہ نمبر:18- ''سیرت امیر ملت'' ص253۔ حوالہ نمبر19- ''سیرت امیر ملت'' ص:254-253۔ حوالہ نمبر20- ''سیرت امیر ملت'' ص155-154۔ حوالہ نمبر21- ''سیرت امیر ملت'' ص254۔ حوالہ نمبر22- ''رپورٹ تحقیقاتی عدالت1953ء ص:144 ''فیضان امیر ملت'' ص85۔

عقیدہ ختم نبوت پر ایمان ہی اسلام کا بنیادی تقاضا ہے

تحریر: پیر سید منور حسین جماعتی

اسلام اسی ایک دین کا نام ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر نبی کریم ﷺ تک باری باری انبیاء کرام کے ذریعے آتا رہا اور انسانوں کو اس کی تعلیم دی جاتی رہی۔ وحدت ادیان کا یہ راز سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کے ذریعے معلوم ہوا کہ دین الٰہی ہمیشہ سے ایک تھا ایک ہے اور ایک رہے گا۔ دین اسلام کا نور معرفت ایک ہے خواہ وہ کتنی ہی مختلف شکلوں کی قندیلوں میں روشن ہوا اصل دین میں تمام انبیاء کرام کی تعلیم یکساں تھی ایک ہی دین تھا جس کو لے کر اول سے آخر تک انبیاء کرام آتے رہے اس میں زمان و مکان کے تغیر کو کوئی دخل نہ تھا اور وہ ہر زمانہ اور ہر قوم میں یکساں آیا ہے اور سب انبیاء کرام نے یکساں تعلیم دی اور دین اسلام جو تمام سابقہ انبیاء و رسل کا دین تھا اسی دین کی تکمیل حضور نبی کریم ﷺ نے فرمائی اس وجہ سے حضور ﷺ آخری نبی اور خاتم الانبیاء ٹھہرے حضور کے بعد نبوت ختم ہوگئی۔ خاتم النبین کے معنی خود حضور اکرم ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں متعین فرمادیئے ہیں۔ جو آخری نبی کے ہیں۔ لہٰذا اس معنی کے خلاف ہر تعبیر و توضیح مسلمانوں کے اجتماعی عقیدہ کے مطابق مردود ہوگی۔ فرمان رسول ﷺ کے مطابق قصرِ نبوت مکمل ہو چکا ہے اور دین کی نعمت پوری ہونے کے بعد نئی نبوت کی ضرورت ہی نہیں رہی۔

دین کی تکمیل کا مطلب ہی یہ ہے کہ یہ دین اب قیامت تک باقی رہے گا اب اس میں کسی تبدیلی اضافہ یا کسی ترمیم کی گنجائش ہی نہیں لہٰذا جب دین مکمل ہو چکا ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد بھی مکمل ہو چکا ہے۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب نہ کسی نبی کی ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی گنجائش لہٰذا آپ کی رسالت کے ساتھ ہی آپ کی ختم نبوت کا بھی اعلان کر دیا گیا اور جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا وہ نبی کریم ﷺ پر ختم کر دیا گیا۔

حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا آپ پر جو کتاب قرآن کریم نازل ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اس کے بعد کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی اور آپ کی امت آخری امت ہے اس کے بعد کوئی امت نہیں۔

عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بدیہی مسائل اور بنیادی عقائد سے تعلق رکھتا ہے جس کو تمام خاص و عام عالم و جاہل مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم بھی جانتے ہیں تقریباً چودہ سو برس سے کروڑہا مسلمان اسی عقیدہ پر گامزن و عمل پیرا رہے آج تک مسلمانوں کے کسی فرقہ نے عقیدۂ ختم نبوت سے سرمو انحراف نہیں کیا جس کسی نے بھی کسی دور میں اس عقیدہ میں تشکیک و ریب پیدا کرنے کی کوشش کی اس کی تکفیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا وہ مسیلمہ کذاب اسود عنسی طلیحہ بن خویلد سجاح بنت الحارث بہائی یا دجال قادیان مرزا ہو۔

تمام علماء وقت نے اس مسئلہ کو قران وحدیث کی روشنی میں واضح فرمادیا کہ کسی بھی دور کے علماء کرام کی تشریحات سے یہ بات مترشح نہیں ہوتی کہ نبوت کی کوئی ایسی قسم بھی ہے جو آنحضرت ﷺ کے بعد باقی ہے۔ تشریعی ظلی و بروزی یا لغوی نبوت یہ تمام اقسام مرزا کی خانہ زاد اور اس کے ذہن مسموم کی پیداوار ہیں۔ احادیث و تفاسیر کی تمام کتب اسلاف کا تمام ذخیرہ یکسر ان

خرافات سے خالی ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ آخری نبی ہیں حضور ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کی کوئی نبوت باقی نہیں ہے۔اسی پر تمام امت کا چودہ سو برس سے اجماع چلا آرہا ہے۔آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی یا رسول پیدا نہیں ہوگا۔

کیونکہ ختم نبوت عقیدہ اسلام کا وہ بنیادی اور اہم عقیدہ ہے جس پر پورے دین کا انحصار ہے اگر یہ عقیدہ محفوظ ہے تو پورا دین محفوظ ہے اگر یہ عقیدہ محفوظ نہیں تو دین محفوظ نہیں۔لہٰذا عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ پورے دین کا تحفظ ہے۔

توحید خداوندی کے بعد عقیدۂ ختم نبوت ہی وہ بنیادی اور مضبوط رشتہ ہے جس نے پوری دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرو رکھا ہے اور ہر مسلمان نبی کریم ﷺ سے محبت اور عقیدۂ ختم نبوت کو دنیا و آخرت کی نجات اور تمام اعزازات کا سر چشمہ سمجھتا ہے اور جب بھی اس عقیدہ پر زد پڑتی نظر آتی ہے تو پوری دنیا کے مسلمان اس عقیدہ کے تحفظ کیلئے میدان عمل میں اتر آتے ہیں۔

قران کریم میں ایک سو سے زائد آیات اور ذخیرہ احادیث میں دو صد سے زائد احادث نبوی اس عقیدے کا اثبات کر رہی ہیں جن میں پوری تفصیل سے ختم نبوت کے ہر پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے۔آج تک امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع چلا آرہا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کفر ہے بلکہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا یہ فتویٰ ہے کہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد مدعی نبوت سے دلیل طلب کرنا یا معجزہ مانگنا بھی کفر ہے۔اس سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔مدعی نبوت پر ایمان لانا تو کجا اس سے دلیل طلب کرنا بھی کفر قرار دیا۔کیونکہ حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی وہ جامع صفات ہستی ہے جس کی تعریف خود اللہ تعالیٰ اور تمام انبیا کرام علیھم السلام نے کی۔پہلی الہامی کتابیں اور صحائف آپ کی نعت سے بھرے ہوئے ہیں۔ہر امت کی مجالس خیر میں آپ کی شان وعظمت کا ذکر ہوتا رہا اور فرشتوں کی انجمن آپ کے مقام و مرتبہ کے حسین تذکرہ کے لئے سجتی رہیں۔سیرت نگار محققین دانشور ادیب خطیب شعرا صدیوں کے مسلسل ایمانی سفر کے باوجود آج تک آپ ﷺ کے محامد اور محاسن کی آخری حد تک تلاش نہیں کر پائے زبانیں گنگ اور عقلیں دنگ ہیں۔قلم پر سکتہ اور علم پر رعب طاری ہے آپ ﷺ کی صورت اتنی حسین کہ جس کے سامنے شمس و قمر بھی شرما جائیں سیرت اتنی ستھری جس کے سامنے شبنم بھی میلی لگے نقص تو کیا وہاں گماں نقص بھی نہیں ہے۔عیب تو کیا اس کا ریب بھی نہیں ہے۔اپنے کیا بیگانے بھی آپ کی مدح سرائی کریں۔درخت اور اونٹ بھی آپ ﷺ کی گدائی کریں آپ ﷺ کے علوم پر صبح نو کا نور آپ ﷺ کے معارف پر عہد جدید کی آگہی آپ ﷺ کے نام کا ذکر ہو تو چاشنی نہ ختم ہو آپ ﷺ کے پیغام کا ذکر ہو تو روشنی نہ ختم ہو آپ ﷺ کا دماغ آغوش رحمت آپ ﷺ کا دین نظام امن و سکون جہاں انسانوں کو تو کیا حیوانوں کو لڑانا بھی حرام ہو جن کا مذہب ہر حق کا محافظ جن کی شریعت گھونسلے میں سوئے ہوئے پرندے کی نیند پر بھی پہرا دے۔

حضور خاتم النبین ﷺ نے مذہب کو انسانیت کا درس دیا۔جنگی قیدیوں کو حق زندگی دیا۔غلاموں کی آزادی کو رواج دیا۔دشمنوں کو معاف کیا۔قاتلوں پر انعامات کی بارش کی۔رنگ و نسل زبان علاقے کی بجائے اخوت کو مذہب کا وسیع البنیاد پلیٹ فارم عطا کیا۔خدمت کو

انسانیت کی معراج قرار دیا اور صلہ رحمی کے احکامات جاری فرمائے۔ ہندومت آج بھی حقوق العباد کا استحصال کرتا ہے عیسائیت نے حقوق اللہ میں غلو سے کام لیا۔ یہودیوں نے محض حقوق النفس ہی ادا کیے۔ دنیا میں کم وبیش پچیس ہزار مذاہب پر انسانوں کے گروہ عمل پیرا ہیں لیکن تمام مذاہب افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ ان مذاہب سے تنگ آ کر یورپ نے سیکولرازم کے نام پر مذہب سے روگردانی اختیار کرنا چاہی اور انسانیت کے نئے معیار قائم کیے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش بھی کرتے رہے اس کا حق ادا کیا یا نہیں یہ ایک الگ موضوع ہے۔ لیکن تب بھی انسانیت سے بڑھ کر کوئی نیا درس تو انہوں نے پیش نہ کیا اور اسی درس کو خاتم النبین ﷺ صدیاں پہلے پیش کر چکے تھے۔

خاتم النبین ﷺ نے اپنی تعلیمات میں واضح کیا کہ اقتدار کوئی موروثی حق نہیں ہے زور آور اور طاقت وقوت کے بل بوتے پر حاصل ہونے والی ہر چیز ایسی نہیں جسے ذاتی ملکیت سمجھ لیا جائے۔ بالآخر ایک پارلیمانی نظام صدارتی نظام بنیادی جمہوریت اور نہ جانے کتنے ہی سیاسی نظام اس دنیا میں آئے کتنے ہی سیاسی مفکرین نے اپنے اپنے سیاسی افکار پیش کیے۔ علم سیاسیات کے نام سے علم وفن کی ایک شاخ بھی وجود میں آ گئی جمہوریت نامی سیاسی نظام سمیت کئی سیاسی نظاموں کو انسانیت نے آزما کر بھی دیکھ لیا لیکن آخر کار اسی نقطے کے گرد ہی سب نظام گھومتے رہے کہ اقتدار امانت ہے کسی نے اس کو عوام کی امانت کہا تو کسی نے اسے آنے والی نسلوں اور کسی نے تاریخ کی امانت کہا۔ غرضیکہ خاتم النبین ﷺ کے عطا کردہ درس سے آگے بڑھ کر کسی نے کوئی درس پیش نہ کیا۔ خاتم النبین ﷺ نے عدالتوں کو عدل وانصاف کا درس دیا۔ صدیاں گزر جانے کے باوجود اور تہذیب وتمدن میں اتنی ترقی ہونے کے باوجود اس درس میں کوئی اضافہ آج تک پیش نہ کر سکا۔

خاتم النبین ﷺ نے میدان جنگ کو تین اصولوں کا پابند بنایا ان میں آج تک کوئی اضافہ نہ ہو سکا۔ خاتم النبین ﷺ نے بین الاقوامی قوانین میں برداشت ورواداری کی جو ریت ڈالی اس میں یہ آسمان آج تک کوئی اضافہ نہ دیکھ سکا۔

خاتم النبین ﷺ نے خانگی زندگی میں پیار ومحبت کا درس دیا اور نوجوانوں کو نکاح کا درس دیا اس سے پاکیزہ درس آج تک کسی سے نہ پیش ہو سکا۔ افراد کو تقویٰ کا درس دیا بھلا اس سے بہتر درس کب ممکن ہے۔ یہ تمام تشریحات اس لئے ہیں کہ آپ ہی خاتم النبین ﷺ ہیں۔

اور جو معیارات آپ قائم کر گئے چونکہ ان میں اضافہ ممکن نہیں اس لئے کسی بھی نئے نبی کی آمد ممکن نہیں۔

ہماری عقل کہتی ہے کہ جس کسی نے ان معیارات میں اضافہ کیا ہم اسے نبی مانیں گے۔

ہمارا ایمان کہتا ہے کہ اب تا قیامت ان معیارات میں اضافہ ممکن نہیں ایمان چونکہ مقدم ہے اس لئے ہم ایمان کو عقل پر ترجیح دیں گے دنیا بھر کے تمام مفکر اور تمام انسان سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اور چاہیں کہ ان تعلیمات میں کوئی اضافہ کر سکیں یا ان میں کوئی سقم ڈھونڈ کر اس کو ختم کر سکیں یا کوئی کمی تلاش کر کے اس کو پورا کر سکیں یا کسی بھی کوتاہی کا ازالہ کر سکیں تو اس کا قطعاً کوئی امکان نہیں کیونکہ یہ حکم ربی اور خدائی فیصلہ ہے کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا اور جس کسی نے اس طرح کے دعوے کیے بالا اجماع امت وہ کذاب ہے اور خارج از اسلام ہے۔ چونکہ ابتدائے آفرینش سے حق وباطل کی آویزش جاری رہی ہے جو آج بھی جاری اور

ابدتک رہے گی۔ کائنات انسانی میں جب بھی طاغوت اور باطل کے اندھیرے سنگین ہونے لگتے ہیں تو رحمت حق کسی صاحب منزل پیکر عرفان کو بھیجتی ہے جو از سر نو حق کا بول بالا کرتا اور خرمن باطل کو نیست و نابود کر دیتا ہے جب کہ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے جو عظیم قربانی دی وہ تاریخ کے صفحات میں موجود ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نظر میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی جو اہمیت تھی اس کا اندازہ بخوبی اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مدعی نبوت مسیلمہ کذاب سے جو معرکہ ہوا اس میں اٹھائیس ہزار مرتدین قتل ہوئے اور بارہ صد کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا جس میں سات صد کے قریب تو حفاظ کرام' قراء اور محدثین تھے۔ حتیٰ کہ اس معرکہ میں بدری صحابہ کی قیمتی جانوں کا نذرانہ بھی پیش کر دیا گیا مگر اس عقیدہ پر آنچ نہ آنے دی۔

قرآن کریم نے بھی بہت وضاحت اور صفائی کے ساتھ بتایا ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور احادیث مقدسہ میں بھی اس کی تصریح ہے بلکہ قرآن کریم اور احادیث میں جس کثرت اور تواتر و قطعیت کے ساتھ عقیدۂ ختم نبوت کو بیان کیا گیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔

عقیدہ ختم نبوت مسلم امہ کا اجماعی، قطعی اور متواتر عقیدہ ہے جو قرآن عظیم کی نص قطعی سے ثابت ہے۔ اس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس عقیدۂ متواترہ وقطعیہ کی آسان تشریح یہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ قرآن عظیم آخری کتاب الٰہی ہے اور اسلام دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے جو قیامت تک موجود رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت (شریعت و دستور کی شکل میں) قیامت تک ہدایت کا سامان فراہم کرتی رہے گی۔ آپ اللہ کے آخری نبی آپ کی امت آخری امت' آپ کا دین آخری دین ہے۔ اب کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے کہ وہ نبی ہے تو اس کو کذاب و مرتد قرار دیا جائیگا۔

حق و باطل کی جنگ روز اول سے جاری ہے انبیاء اولیاء' علماء اور عارفین نے ہمیشہ حق کی شمع کو روشن رکھا اور باطل طوفان اور آندھی کی طرح مرتدین و کافرین کے روپ میں اس شمع کو بجھانے کی فکر کرتا رہا مگر حق کی شمع کو بجھا نہ سکا۔ اسلام حق ہے اور سرور کائنات کی ختم نبوت حق ہے۔ باطل لاکھ مادی وسائل کے زور پر اس کو بجھانا چاہے وہ کامیاب نہ ہوسکا اور نہ آئندہ انشاء اللہ ہوگا۔

حضور سرور کائنات نے فرمادیا تھا کہ میرے بعد تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے ان میں سے ہر ایک اس زعم میں مبتلا ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ مگر خبردار آگاہ رہو کہ میں اللہ کا آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ خود حضور ﷺ کے دور میں مسیلمہ کذاب اسود عنسی' طلیحہ خویلد' سجاح بنت الحارث اور سجیتا یہودی نے اغیار کی سازشوں کے تحت قصر نبوت میں نقب زنی کی کوشش کی اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ اس امت کے امام اور انبیاء کے بعد افضل ترین خلیفۃ الرسول نے تمام صحابہ واہل بیت کی معیت میں ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ انہیں کیفر کردار تک پہنچا کر قیامت تک کیلئے ختم نبوت کے اجتماعی عقیدہ کی عملاً وضاحت کردی۔

انیسویں صدی کے آخر میں انگریزوں نے سرزمین ہندوستان میں ایک جھوٹا دعویدار نبوت پیدا کیا۔ اس دور کے تاریخی پس منظر کو دیکھیں سلطنت عثمانیہ کے سقوط اور ملت اسلامیہ کو مختلف ملکوں اور بادشاہوں میں تقسیم کر کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے عمل کے علاوہ اہل ایمان کے عقائد ونظریات میں غلامی رسالت نکالنے اور کئی اور عوامل کو بروئے کار لا کر ملت کا شیرازہ بکھیرنے اور فکر وعقیدہ کے ضعف اور نفسیاتی مرضوں میں ملت کو مبتلا کرنے کی مسلسل کاروائیوں کا ایک حصہ مرزا قادیانی کے بھیس میں ایک شخص تھا۔ جس نے 1888ء سے 1890 تک اپنے آپ کو مجدد ظاہر کیا۔ اور کہا کہ مجھے اصلاح خلق کیلئے مسیح ناصری کے رنگ میں قائم کیا گیا اور مجھے مسیح سے مماثلت ہے۔ براہین احمدیہ میں اس کا اظہار کیا۔ بعدازاں حکیم نورالدین کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے 1891ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور 1901ء میں نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

نبوت نہ تو کسبی ہے اور نہ ہی تدریجاً ترقی کر کے کوئی نبی نبوت تک نہیں پہنچا اور نہ ہی کسی کی تحریک یا مشورہ سے اعلان نبوت ہوتا رہا۔ خود مرزا قادیانی حکیم نورالدین کے مشورے پر عمل کرنے سے پہلے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور رفع الی السماء کا قائل تھا۔

جیسا کہ ان کی کتاب براہین احمدیہ سے واضح ہے مگر بعد میں بتدریج نبوت کے منصب تک پہنچنے کیلئے پہلے امام مہدی ہونے کا اعلان کیا پھر مسیح موعود کا اعلان کیا اور اپنے سابقہ نظریے سے پھر گیا اور کہنا شروع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء جسمی نہیں ہوا جبکہ حضرت عیسیٰ کا جسمانی رفع آسمانوں کی طرف قرآن عظیم اور احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے اور امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ آپ قرب قیامت دمشق میں آسمان سے نازل ہونگے۔ مزید برآں امام مہدی جن کی ولادت وظہور بھی قیامت کے قریب ہوگا اور جناب عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی واحد نہیں بلکہ الگ شخصیات ہیں۔ امام مہدی علیہ السلام کی ولادت سیدہ خاتون جنت کی اولاد میں سے ہوگی اور ان کی نشانیاں احادیث صحیحہ میں وضاحت کے ساتھ موجود ہیں اور جناب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمانوں سے تشریف لائیں گے۔ مرزا قادیانی نے ان دونوں شخصیات کو اپنی ذات میں جمع کر کے یہ کہنا شروع کر دیا کہ امام مہدی بھی میں ہوں اور جس عیسیٰ کا انتظار ہے وہ بھی میں ہوں اور اس سلسلے میں احادیث میں موجود الفاظ کی عجیب من مانی تشریحات کیں جو ان کی کتابوں میں تفصیل سے موجود ہیں۔

مرزا قادیانی کی پہلی تصنیف ''براہین احمدیہ'' چار حصوں پر شائع ہوئی۔ 1880ء میں پہلے دو حصے شائع ہوئے۔ 1882ء میں تیسرا اور 1884ء میں چوتھا۔ مرزا کے فرزند ثانی مرزا بشیر احمد کی تالیف ''سلسلہ احمدیہ'' کے مطابق مرزا قادیانی کو ''ماموریت'' کا تاریخی الہام مارچ 1882ء میں ہوا۔ اس سے پہلے آپ نے 1880ء میں ''ملہم من اللہ'' ہونے کا اعلان کیا اور اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ دسمبر 1880 میں اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بیعت لینے کا حکم فرمایا ہے۔ 1888ء میں اپنے ''مسیح موعود'' ہونے کی خبر دی اور ''ظلی نبی'' ہونے کی اصطلاح ایجاد فرمائی۔ 1901ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اور نومبر 1904ء میں کرشن ہونے کا اعلان داغا۔ یہی وہ سال تھے جب انگریزی سیاست اپنے استعماری عزائم پروان چڑھانے کیلئے پنجاب اور سرحد کے مسلمانوں کا شکار کر رہی تھی اور اس کا بیرون ہندوستان کی مسلمان ریاستوں کو اپنے دام فریب میں

لانے کا منصوبہ بھی تھا۔ مرزا قادیانی ان کے تمام نکات کے جامع ہو کر سامنے آئے جو انگریزوں کے ذہن میں تھے۔ انہوں نے انگریزی سلطنت کے استحکام کی اطاعت کی بنیاد بھی اپنے الہام پر رکھی اور ایک نبی کا روپ دھار کر انگریزی سلطنت کی وفاداری سے انحراف کو جہنم کی سزا کا مستحق قرار دیا۔ اپنی ربّانی سند کے مفروضہ پر جہاد کو منسوخ کر ڈالا اور ان لوگوں کو حرامی قرار دیا جو اس کے بعد جہاد کا نام لیتے یا اس کی تلقین کرتے تھے۔

علماء اسلام اور مشائخ عظام نے مرزا قادیانی کے رد میں پوری سرگرمی دکھائی مگر اس سلسلہ میں جو کوششیں سنوسی ہند حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ نے کیں وہ تاریخ کا ایک سنہری باب ہیں۔ آپ نے اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے تن من دھن کی بازی لگا دی اور ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ بارہا مرزا جی کو للکارا۔ مگر وہ راہ فرار ہی اختیار کرتا رہا اور بالآخر حضرت امیر ملت قدس سرہ کی بدعا کے نتیجے میں لقمہ اجل بنا۔

مرزا قادیانی نے جب اپنے بال و پر نکالنے شروع کئے تو حضرت امیر ملت قدس سرہ نے مندرجہ ذیل اعلان جاری فرما کر اس کے دعوؤں کی قلعی کھول دی۔

1- سچا نبی کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا۔ اس کا علم لدنی ہوتا ہے۔ وہ روح القدس سے تعلیم پاتا ہے۔ بلاواسطہ اس کی تعلیم و تعلم خداوند قدس سے ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برخلاف ہوتا ہے۔

2- ہر سچا نبی اپنی عمر کے چالیس سال گزرنے کے بعد بحکم رب العالمین مخلوق کے روبرو دعویٰ نبوت کر دیتا ہے۔ انّی رسول اللہ کے الفاظ سے دعویٰ کرتا ہے۔ بتدریج اور آہستہ آہستہ کسی کو درجہ نبوت نہیں ملتا جو نبی ہوتا ہے وہ پیدائش سے ہی نبی ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برخلاف آہستہ آہستہ دعوؤں کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ پہلے محدث اور مجدد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

3- حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء ﷺ تک جتنے بھی نبی ہوئے تمام کے نام مفرد تھے۔ کسی ایک بھی نبی کا نام مرکب نہ تھا۔ برعکس اس کے جھوٹے نبی کا نام مرکب ہوا۔

4- سچا نبی کوئی ترکہ نہیں چھوڑتا۔ سچا نبی اولاد کو محروم الارث نہیں کرتا۔ جھوٹا نبی ترکہ چھوڑ کر مرتا ہے اور اولاد کو محروم الارث کرتا ہے۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ نے یہی اعلان آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد 1925ء کے صدارتی خطبہ میں بھی ارشاد کیا لیکن آغاز میں یہ کلمات فرمائے۔

اب ہندوستان میں جہاں ہر وقت آزادی مذہب کی ڈینگیں ماری جاتی ہیں۔ ہر روز نئے نئے مذہب حشرات الارض کی طرح پیدا ہو رہے ہیں مرزا قادیانی کے دعویٰ پیغمبری کے بعد کئی ایک پیروان مرزا قادیانی نے پیغمبری کے دعوے کئے۔ مرزا قادیانی پہلے سیالکوٹ کی کچہری میں اہلمدی کے عہدے پر فائز تھا وہاں سے مختار کاری کا امتحان دیا۔ جس میں ناکامی ہوئی پھر آہستہ آہستہ مریم عیسیٰ، مسیح، مہدی نبی، کل نبیوں کا نچوڑ معاذ اللہ خدا کا بیٹا، خدا کا پیدا کرنے والا وغیرہ پھر کرشن گوپال بن کر اس جہاں سے سدھارا۔

اعلان کے اختتام پر فرمایا!

''مرزائی جو مرزا قادیانی کے پیروکار ہیں وہ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ اس طرح وہ حضور ﷺ کے مدارج رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے ہیں۔ یہ حضور ﷺ کے مدارج مرزا قادیانی کیلئے مانتے ہیں پھر ان سے اہل سنت کس طرح اتفاق کر سکتے ہیں۔ ہم نے ان کو نہیں چھوڑا بلکہ وہ ہم سے علیحدہ ہو کر گمراہ ہو گئے ہیں۔ نہایت حیرت و استعجاب کی بات ہے کہ مرزا خود سرکار دوعالم ﷺ کی غلامی کو چھوڑ کر کسی اور کی غلامی اختیار کریں اس پر بھی ان کو مسلمان سمجھا جائے' نفاق تو وہ خود کرتے ہیں۔ جماعت ناجیہ کو انہوں نے خود چھوڑا' بموجب فتویٰ اہل سنت و جماعت وہ خود دین اسلام سے منحرف ہو کر مرتد ہو گئے اور چاہ ضلالت میں جا گرے ہیں' بے وفائی تو انہوں نے خود کی۔ جو راہ راست سے پھسل گئے طوق غلامی نبی آخر الزمان ﷺ انہوں نے گلے سے اتار دیا اس پر طرہ یہ ہے کہ بعض نادان سیاست دان ہم کو کہتے ہیں کہ ان سے اتفاق کرو نا اتفاقی کے مرتکب تو وہ خود ہیں اور شکایت الٹی ہماری!

گلہ ہم سے ہے بے وفائی کا
کیا یہی طریقہ ہے آشنائی کا

حوالا جات (سیرت امیر ملت' ملفوظات امیر ملت' آل انڈیا سنی کانفرنس' برکات علی پور' اکاویہ علی لغاویہ' ماہنامہ انوار الصوفیہ' ضیاء حرم ترجمان اہلسنت' روزنامہ جنگ لندن' روزنامہ نوائے وقت لاہور' روزنامہ الشرق لاہور' روزنامہ اوصاف لاہور' روزنامہ سماء لاہور)

آل انڈیا سنی کانفرنس میں 314,213 اس کے بعد آپ نے قادیانی فتہ کی بیخ کنی کیلئے ملک گیر دورے فرمائے اور اس کی عیاریوں کو خوب بے نقاب کیا۔ آپ کے دو خلفاء حضرت مولانا غلام محمد اخگر امرتسری علیہ الرحمہ (ف 1927ء) اور حضرت سید محبوب شاہ المعروف پیر خیر شاہ امرتسری (ف 1920ء) نے بارہا قادیان جا کر مرزا کے عقائد کی تردید فرمائی مرزا قادیانی یا ان کے کسی حواری کو ان حضرات کے مدمقابل آنے کی جرات نہ ہوسکی۔

اگست 1900ء میں جب مرزا قادیانی نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی (ف 1937ء) کو دعوت مناظرہ دی تھی تو حضرت امیر ملت قدس سرہ بھی حضرت خواجہ گولڑوی کے ساتھ لاہور میں موجود تھے۔ مرزا قادیانی کے فرار کے بعد بادشاہی مسجد لاہور میں حضرت گولڑی کے اعزاز میں جو جلسہ منعقد ہوا تھا اس کی صدارت حضرت خواجہ گولڑوی نے حضرت امیر ملتؒ سے کروائی۔ اس میں حضرت امیر ملت نے ایمان افروز اور باطل سوز تقریر فرمائی تھی۔ اس طرح جب مرزا قادیانی کے خلیفہ اول حکیم نور الدین نے نارووال میں اپنا تبلیغی کیمپ لگایا اور سادہ لوح لوگ اس کے دام فریب میں پھنسنے لگے تو حضرت امیر ملت اس وقت صاحب فراش تھے۔ چارپائی سے اٹھا نہیں جاتا تھا لیکن آپ نے حکم دیا کہ میری چارپائی اٹھا کر نارووال لے چلو تاکہ اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے اپنا فرض نبھا سکوں۔ چنانچہ متواتر چار جمعے آپ کی چارپائی اٹھا کر نارووال لے جاتے رہے اور آپ خطبہ جمعتہ المبارک میں مرزائی عقائد کا تار پود بکھیرتے رہے۔ ناچار حکیم نور الدین کو راستہ ماپنا پڑا۔

27 اکتوبر 1904ء کو مرزا قادیانی بذات خود اپنے حواریوں کے ہمراہ سیالکوٹ میں اپنے مذہب کی اشاعت و تشہیر کیلئے وارد

ہوا۔ ان دنوں یہاں مرزائیت کا بہت شہرہ تھا۔ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر کا سپرنٹنڈنٹ مرزائی تھا۔ لہٰذا مرزا قادیانی کو اپنے مشن کی کامیابی و کامرانی کی امید غالب تھی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ فوراً سیالکوٹ پہنچے اور مختلف بازاروں محلوں اور مسجدوں میں بڑے پیمانے پر جلسے منعقد کیئے اور تقریباً ایک ماہ تک سیالکوٹ میں قیام فرما کر اپنے مخصوص مجاہدانہ انداز میں خطاب فرماتے رہے۔ آپ دلائل قاہرہ کے ساتھ ختم نبوت کے مسئلہ کو تفصیلاً سمجھاتے رہے اور دین متین اور عقائد حقہ پر قائم رہنے کی تاکید فرماتے رہے۔ آپ ارشاد فرماتے کہ!

''دوسری نئی چیزوں کے اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن دین وہی پرانا رکھو''

ظاہری علماء سے مرزا قادیانی کا ٹکراؤ، حکومت وقت کی ضرورت بھی تھی۔ اس سلسلے میں مرزا قادیانی کو انگریزی سرکار کا تعاون حاصل تھا اس کے باوجود قادیانیوں کو کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ امیر ملتؒ کے افتاد طبع کچھ ایسی تھی کہ ان کا مرزا موصوف سے ٹکراؤ ناگزیر ہو گیا۔ چنانچہ سیالکوٹ میں پہلا ٹکراؤ بھی عجیب ثابت ہوا یعنی اس وقت پنڈال میں ایسے لاتعداد لوگ موجود تھے جن کا ذہنی جھکاؤ مرزا قادیانی کی طرف تھا مگر ہوا یہ کہ امیر ملت تو مقررہ جگہ پر تیار بیٹھے تھے۔ مگر مرزا قادیانی کہیں دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ یہ رویہ شکست سے بھی بدتر ثابت ہوا اور جب امیر ملتؒ نے اپنی تقریر میں دلائل پیش کیئے تو وہ تمام لوگ جو دینی معاملے میں تذبذب کا شکار ہو کر مرزا موصوف پر ''ایمان لانے والے تھے امیر ملتؒ کے مرید بن گئے۔ یہ تفصیل ''برکاتِ علی پور'' مطبوعہ راولپنڈی 1967ء میں دیکھی جا سکتی ہے۔

جب مرزا قادیانی نے عقیدہ ختم نبوت کے برخلاف اپنے آپ کو جھوٹے نبی کی حیثیت سے پیش کیا تو اعلیٰ حضرت امیر ملت مجدد دین وملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری اور تاجدار گولڑہ حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب میدان عمل میں اتر آئے اور بروقت مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائی۔ جب مرزا نے 1901ء میں دعویٰ نبوت کیا تو بالخصوص برصغیر کے مسلمان بے حد مضطرب ہوئے۔ سب علماء اور صلحاء نے اس دعوے کی تکذیب کی اور دین متین میں اس نئے فتنے کا سدباب کرنے کی مساعی میں مصروف ہو گئے۔ حضرت امیر ملت اس جماعت کے سرخیل بنے رہے اور ابتداء سے ہی کامل سرگرمی کے ساتھ مرزا کی مخالفت اور تکذیب فرماتے رہے جہاں ضرورت ہوتی آپ فوراً وہاں پہنچ کر انسدادی اور تبلیغی کام شروع کر دیتے اور مسلمانوں کے ایمان کے تحفظ میں مشغول ہو جاتے۔ 1900ء میں لاہور 1901ء میں نارووال اور 1904ء میں سیالکوٹ میں مرزا کے آنے کا علم ہوا تو آپ نے فوراً وہاں پہنچ کر تبلیغی کام شروع کر دیا اور مرزا کو چیلنج کیا لیکن وہ راہ فرار اختیار کر گیا اور اسے مقابلے میں آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اسی طرح پورے برصغیر میں آپ نے انقلابی دورے فرمائے اور مرزا کے مقابلے میں مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ فرمایا۔ اُس کا تعاقب جاری رکھا اور آخر کار 6 مئی 1908ء کو مرزا قادیانی اپنی بیوی کے علاج کی غرض سے لاہور اپنے خلیفہ خواجہ کمال الدین کے مکان پر وفروکش ہوا تو امیر ملت کو اطلاع ملی تو آپ بھی لاہور تشریف لے آئے اور برانڈرتھ روڈ پر اسلامیہ کالج والی گراؤنڈ میں ڈیرہ لگا دیا جہاں روزانہ نماز مغرب سے لے کر رات 11 بجے اجلاس شروع ہو گئے اس کے ساتھ ہی لنگر شریف کا بھی وسیع انتظام ہوتا 22 مئی 1908ء کو حضرت امیر ملتؒ

نے خطبہ جمعہ بادشاہی مسجد میں ارشاد فرمایا جس میں برصغیر کے نامور علماء و مشائخ نے بھرپور شرکت فرمائی جس میں خواجہ گولڑوی ویگر علماء و مشائخ اور اکابرین ملت اسلامیہ بھی تشریف لائے۔ حضرت امیر ملت نے واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ لوگوں سن لو پیش گوئی کرنا میری عادت نہیں لیکن میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ مرزا کو ہم نے ہر طرح سے مباہلہ مناظرہ اور مباحثہ کی دعوت دی لیکن اسے ہمارے مقابلے میں آنے کی ہمت نہ ہوئی اب میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے اور وہ اگلے چند دنوں میں عبرتناک انجام کو پہنچے گا اور ذلت ورسوائی کی موت مرے گا۔ رات کو اجلاس ختم ہوا تو حضرت خواجہ گولڑوی نے اجازت چاہی اور وہ واپس تشریف لے گئے اس کے بعد 25 مئی 1908ء کو رات تقریباً 10 بج کر 40 منٹ پر حضرت امیر ملت نے اسلامیہ کالج گراؤنڈ کے بہت بڑے جلسہ عام میں اپنے صدارتی خطاب میں اعلان فرمایا کہ لوگوں سن لو میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ مرزا کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے اور وہ اگلے چوبیس گھنٹوں میں اپنے عبرتناک انجام کو پہنچتے ہوئے ذلت و رسوائی کی موت مرے گا اور اس کا حشر پوری دنیا دیکھے گی اور آپ نے فرمایا کہ میری اس پیش گوئی کو مرزا کی پیش گوئی نہ سمجھنا۔ میری زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ میرا رب پورا فرمائے گا۔ 11 بجے اجلاس ختم ہوا اس کے بعد مرزا کو ہیضہ ہوا۔

مرزا نے ایک بار کہا تھا ''جو کوئی ہیضے کی موت مرے گا وہ کتے کی موت مرے گا۔ آسمان کا تھوکا منہ پر آیا جس رات حضرت امیر ملت نے جلسے میں پیش گوئی فرمائی اسی رات تھوڑی دیر بعد 11 بجے مرزا کو ہیضہ ہوا نصف شب گزرنے تک مرض نے شدت اختیار کر لی اور منہ سے قے میں نجاست برآمد ہوتی تھی۔ آخر کار 26 مئی 1908ء کو صبح دس بجکر دس منٹ پر مرزا اپنے مقام کی طرف رحلت کر گیا۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

قادیانی امت نے چند سال قبل مئی 2008ء میں جشن صد سالہ منایا تا کہ دنیا کو جتایا جا سکے کہ انہوں نے مرزا کی موت 26 مئی 1908 سے اب تک ایک سو سالہ عرصے میں کیا کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ جبکہ تاریخ گواہ ہے کہ بیسویں صدی کے آغاز میں خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے لئے قادیانیوں نے انگریزوں کا ساتھ دیا اور سقوط بغداد میں قادیاں پر چراغاں کیا گیا۔ بلاد اسلامیہ میں جہاد کی منسوخی کی تبلیغ کی گئی۔ پاکستان کو قادیانی ریاست میں تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی۔ سر ظفر اللہ خاں نے اپنی وزارت خارجہ کے عہدے کو MissUse کیا۔ اسی بناء پر 1953ء کی تحریک ختم نبوت چلی۔ اب بھی قادیانیوں کے اسرائیل اور تل ابیب سے مسلسل رابطے ہیں۔

قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اگرچہ وہ حضور سرور کائنات کو نبی مانتے ہوئے بظاہر کلمہ طیبہ بھی مسلمانوں کی طرح پڑھتے ہیں مگر عملاً مرزا قادیانی کو نبی مان کر اس کلمے کا انکار کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کا ملت اسلامیہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

عقیدۂ ختم نبوت کو ایک خاص سازش کے تحت عالمی سطح پر ختم کرنے کی کوشش کی گئی اور جھوٹے دعویداران نبوت پیدا کئے گئے۔ ایک خاص سازش کے تحت قادیانیوں کی سرگرمیاں پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے جاری ہیں اور ان کا

مرکز برطانیہ ہے۔ جہاں ہم دلائل و براہین سے علمی اور فکری طور پر اس فتنے کا سد باب کر رہے ہیں وہاں مسلمان حکومتوں کو انڈونیشیاء کی طرح قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرنی چاہیے۔

ملت اسلامیہ اور بالخصوص علماء ومشائخ کا اتحاد سیاسی طور پر وقت کی اہم ضرورت ہے اور مسلمان حکمرانوں کو او آئی سی کے پلیٹ فارم سے اسلام کے خلاف ہر پراپیگنڈے اور اسلام فوبیا میں مبتلا ممالک وافراد کا رد کرنا چاہیے۔ مغربی دنیا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امیج کو خراب کرنے اور مسلمان نوجوانوں کو برانگیختہ کرنے کیلئے جس طرح خاکے شائع کئے جا رہے ہیں یا قرآنی آیات کو سیاق وسباق سے ہٹا کر غلط پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے تمام مسلمان حکومتوں کو اس کے تدارک کا پروگرام بنانا چاہیے۔

انسانوں کی فطری ہدایت دین اسلام کی توضیع وتشریح' حالات حاضرہ اور ضروریات موجودہ کے تبلیغی اور تعلیمی تقاضے علمائے ملت اسلامیہ اور اولیاء کاملین کی ذمہ داری ہے۔ جسے صحابہ کرام' اہل بیت اطہار کے نفوس قدسیہ' آئمہ مجتہدین' محدثین ومفسرین' فقہا ومفکرین نے مشکوٰۃ نبوت سے فیض یافتہ ہو کر احسن انداز سے سرانجام دیا اور قیامت تک سرور عالم ﷺ کے غلام اپنی دینی وفکری ذمہ داریوں کو اسی طرح نبھاتے رہیں گے۔

ان حالات میں ملت اسلامیہ کے عمائدین کا فرض منصبی تھا کہ وہ اس فتنے سے ملت کو (دلائل وبراہین اور قوت ایمانی سے) محفوظ کریں۔ اس سلسلے میں سرفہرست حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور سیدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی نے علماء اور مشائخ کی سرپرستی فرمائی۔ مرزا قادیانی کو ہر میدان میں للکارا۔ 25 جولائی 1900ء میں تاجدار گولڑہ نے مرزا قادیانی کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے لاہور میں مناظرہ کا اعلان کیا اور 25 اگست 1900ء کو مناظرہ لاہور کی تاریخ طے کی گئی۔ انہیں محدث علی پوری کی رفاقت وحمایت اور ہزاروں علماء اہلسنت کی تائید بھی حاصل تھی۔ تاجدار گولڑہ اور محدث علی پوریؒ نے لاہور کی بادشاہی مسجد میں کئی دن تک قیام کیا مگر مرزا قادیانی کو حق کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہ ہوسکی۔

سیدنا پیر مہر علی شاہ نے تحریراً اور تقریراً اس فتنے کی بیخ کنی کی اور کئی کتابیں اس کی سرکوبی کیلئے لکھیں جن میں شمس الھدایہ حیات مسیح اور سیف چشتیائی مرزا کے دعاوی کے رد میں دلائل وبراہین سے بھرپور ایک مضبوط ذخیرہ ہے۔

1981ء میں ہم نے برطانیہ میں سب سے پہلی انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ اب تک جاری ہے اور ہر سال جامعہ اسلامیہ امیر ملت سنٹر برمنگھم برطانیہ میں انٹرنیشنل تاجدار ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہوتا ہے۔ جس میں برطانیہ و یورپ کے علاوہ پاکستان' انڈیا' بنگلہ دیش و دیگر ممالک کے زعماء بھی شرکت کرتے ہیں۔ اور ہم مرزائیوں اور بالخصوص مرزا طاہر کو 3 مرتبہ چیلنج کر چکے ہیں مگر اسے ہمارے مقابلے میں آنے کی جرات نہ ہوسکی۔ دو دفعہ مرزا مسرور کو بھی چیلنج کر چکے ہیں جس کا ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا۔ الحمد اللہ میرے جداعلیٰ حضرت قبلہ عالم امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے فتنہ مرزائیت کے خلاف جو تحریک شروع کی تھی اسے میں نے جاری وساری رکھا ہوا ہے۔ برطانیہ کے علاوہ پاکستان بھر کے مختلف اضلاع میں ختم نبوت کانفرنسوں کا سلسلہ جاری وساری ہے اور اسی سلسلے کی ایک کڑی یہ کتابچہ ہے۔

امیر ملت اور تحریک ختم نبوت

سید مزمل حسین جماعتی (برطانیہ)

ویسے تو آغاز اسلام سے ہی حضور نبی اکرم ﷺ کی بلند و بالا ناموس اور شان میں ابولہب اور ابوجہل اور ان کے معاونین نے تنقیص وتوہین کے پہلو تلاش کرنے کی مذموم کوششیں شروع کر دی تھیں لیکن خالق کائنات نے اپنے محبوب ﷺ کی عظمتوں اور نعمتوں اور رفعتوں کو اور زیادہ بلند کیا اور دشمنان ناموس رسالت ﷺ کو ذلیل وخوار کر کے ان کو نشان عبرت بنا دیا۔ ابولہب وابو جہل کے بعد ان کے پیروکاروں نے اس گھٹیا اور کمینی حرکت کو جاری رکھا اور کسی نہ کسی طرح سے حرمت وعزت رسول ﷺ پر حملے کرتے رہے لیکن موجودہ دور میں تمام عالم کفر جس انداز سے ناموس رسالت ﷺ پر حملے کرنے کی کوشش کر رہا ہے کافرین اس خام خیالی میں مبتلا ہیں کہ مسلمان اب روشن خیال بن چکے ہیں۔ اب ان کے دین اور رسول ﷺ کے بارے میں جیسے مرضی پروپیگنڈہ کریں یہ خاموش رہیں گے لیکن شائد وہ یہ بھول گئے کہ ہم سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن گستاخی رسول ﷺ کو برداشت نہیں کر سکتے۔ عالم کفر ایسی مذموم حرکات سے شان رسالتؐ میں کمی نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب ﷺ سے وعدہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کی شان کو روز بروز بڑھاتا رہے گا۔ اس امت میں سب سے پہلے جس مسئلہ پر اتفاق ہوا وہ ختم نبوت کا مسئلہ تھا کہ جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ واجب القتل ہے حتیٰ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو کوئی بھی اس سے کوئی معجزہ یا قرآن کی آیت طلب کرے وہ بھی کافر ہے۔ ختم نبوت کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کو یہودیوں کے خلاف جہاد پر ترجیح دی۔ برصغیر میں مرزا غلام احمد قادیانی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو علمائے اہلسنت نے اس کے خلاف علم جہاد بلند کیا' قادیانی ہمیشہ سے قیام پاکستان کے مخالف اور اس کو کمزور کرنے کے درپے رہے ہیں۔ ختم نبوت کے دشمنوں نے ہی مغربی پاکستان سے مشرقی پاکستان کو الگ کیا۔ چند سال قبل ساڑھے پانچ ہزار قادیانیوں کو پاکستان سے بھارت جانے کیلئے اجازت دی گئی اور ان قادیانیوں کے سامان کی چیکنگ بھی نہیں کی گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی پاکستان میں کس قدر بااثر ہو چکے ہیں۔ یہ امر ہماری حکومت کیلئے تشویشناک ہونا چاہیے اور اس معاملے کو فوری طور پر چھان بین کر کے ذمہ داران کو سزا دینی چاہیے۔ قادیانیوں کے خلاف نرم رویہ اور پالیسی نہیں اپنائی جا سکتی کیونکہ یہ ختم نبوت کے چور اور ڈاکو ہیں اور چوروں وڈاکوؤں کے کوئی حقوق نہیں ہوتے۔ ان کے خلاف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح سخت رویہ اپنانے کی ضرورت ہے۔ ختم نبوت ایسا مسئلہ ہے کہ جس کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا بنایا ہوا قانون بھی توڑ دیا وہ اس طرح کہ آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالنے کے بعد فرمایا کہ وہ صحابہ جنہوں نے غزوہ بدر میں شرکت کی تھی وہ کسی جنگ میں شریک نہیں ہوں گے لیکن جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو سب کو حکم دے دیا کہ اس کے خلاف جنگ میں شریک ہوں۔ قادیانیوں نے پاکستان میں اعلیٰ عہدے حاصل کیے۔ حتیٰ کہ ایک قادیانی وفاقی شرعی عدالت کا صدر بھی رہا اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ قیام پاکستان سے لے کر اب تک اقتدار پر وہ لوگ قابض رہے جو غلامی رسول ﷺ سے نابلد ہیں اس وقت حرمت رسول ﷺ کی حفاظت صرف اہلسنت وجماعت کر رہے ہیں۔ اگر اس وقت اہلسنت نے اپنا کردار احسن طریقے سے انجام نہ دیا تو گستاخوں کی طرف سے گستاخیوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔

قرآن مجید کی دو چار آیات ہی نہیں بلکہ اول تا آخر ایک ایک حرف ختم نبوت کے عقیدے کی اہمیت کو اجاگر کر رہا ہے۔ پہلے تمام انبیاء کرام کے معجزات حسی اور محدود تھے جبکہ آقا ﷺ کے لاتعداد معجزات میں سے سب سے بڑا معجزہ قرآن پاک ہے جو ایک عقلی معجزہ ہے اور دائمی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے انبیاء کی نبوت کا دور محدود ہوتا تھا۔ اس لئے ان کی کتب وصحائف بھی محدود وقت تک محفوظ رہے جبکہ نبی اکرم ﷺ کی نبوت تا قیامت اور مابعد قیامت باقی اور سلامت رہے گی اور آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دیتی رہے گی۔ قرآن مجید کا یہ اعلان کہ اگر تمہیں اس کتاب کے بارے میں شک ہے تو اس کی مثل ایک سورت بنا لاؤ آج بھی موجود ہے تو جس طرح قرآن کو آج تک کوئی شکست نہیں دے سکا اسی طرح نبوت محمدی ﷺ کو کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ حضور اکرم ﷺ نے ہر اہم موقع پر اپنے آخری نبی ہونے کا اعلان کیا۔ تمام انبیاء میں کسی نبی کا نام احمد سے مشتق نہیں ہے کیونکہ حمد کام کے اختتام پر ہوتی ہے تو جب نبوت کا اختتام کرنا مقصود تھا تو آخری نبی ﷺ کا نام حمد سے مشتق کر کے بتا دیا کہ اب حمد تمام ہو چکی اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اسی طرح تمام انبیاء میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ میں نے دین کو مکمل کر دیا بلکہ یہ سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اعلیٰ اخلاق اور اچھے افعال کی تکمیل کیلئے مبعوث کیا گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ہر کام کی تکمیل کر کے نبوت کے راستے کو بند کر دیا۔ اب یہ ہماری کمزوری ہے کہ ہم آپ ﷺ کی نبوت کے ہوتے ہوئے کسی اور کی طرف سے دعویٰ نبوت کو برداشت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس زمین کو شر پسندوں سے محفوظ فرمائے کہ وہ لوگ جو نبی اکرم ﷺ کی ولادت پر ہی خوش نہیں ان کا تحریک ختم نبوت سے کیا تعلق ہے جب سے تحریک نجدیت کا آغاز ہوا اسی وقت سے فتنہ قادیانیت نے سر اٹھایا کیونکہ اس سے پہلے نبی کو مافوق البشر تصور کیا جاتا تھا لیکن جب لوگوں کے ذہن میں مختلف عبارتوں کے ذریعے یہ بات بٹھا دی گئی کہ نبی ہم جیسا ہی ہوتا ہے تو اس وقت سے قادیانیت کی طرف سے نبوت کے جھوٹے دعوؤں کا دروازہ کھل گیا۔ اب ضرورت تو یہ ہے کہ جس جس شخص نے بھی خاتم النبیین کا معنی غلط مراد لیا ہے۔ ان سب کو قادیانیت کی صف میں لا کھڑا کیا جائے۔ یہ حکومت کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ قادیانیت کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے کہ انگریز نے برصغیر میں اپنے منصوبوں کی تکمیل کیلئے قادیانیوں کا سہارا لیا۔ اس سے پہلے انگریز نے غیر محسوس طریقے سے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھائی کہ اگر اب اور کوئی بھی نبی آجائے تو نبوت محمدی ﷺ میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جب یہ سوچ عوام میں آگئی اور ایک طبقہ اس کی تائید کرنے لگا تب انگریز نے مرزا قادیانی کو پیش کر دیا۔ یہ اذہان اور طبقہ آج بھی موجود ہے۔ یہ طبقہ قادیانیوں کا ممد و معاون رہا ہے کیونکہ اسی طبقے نے عوام کے ذہنوں میں یہ سوچ پیدا کی کہ اب اگر کوئی اور نبی آبھی جائے تو محمد ﷺ کی نبوت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ فتنہ قادیانیت کا اصل ذمہ دار یہ گروہ ہے۔ ہر قوم کا ایک تشخص ہوتا ہے کسی بھی شخص کا نام اس کے مذہب کی عکاسی کرتا ہے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا لیکن ان کے نام کے حوالے سے کوئی قانون نہ بنا جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں جیسے نام رکھ کر مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں اور حکومت میں عہدے حاصل کر رہے ہیں۔ اس لئے اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اس قانون میں ترمیم کر کے یہ منظور کرایا جائے کہ آئندہ قادیانی مسلمانوں جیسا نام استعمال نہ کر سکیں بلکہ ان کے نام سے ہی معلوم ہو جائے کہ یہ قادیانی ہے تاکہ عام مسلمان ان کو مسلمان سمجھ کر ان کے فریب کا شکار نہ ہو سکیں۔

دنیا میں دو قومیں اپنے مذہب کے ساتھ انتہائی مخلص ہیں ایک یہودی اور دوسرے قادیانی ہمیں ان دونوں گروہوں سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔اس سلسلے میں حکومت اور عوام کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے۔

توحید خداوندی کے بعد عقیدہ ختم نبوت وہ بنیادی اور مضبوط رشتہ ہے جس نے دنیا بھر کے ایک عرب بیس کروڑ مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرو رکھا ہے اور ہر مسلمان نبی اکرم ﷺ سے محبت وعقیدہ ختم نبوت کو دنیا وآخرت کی نجات اور تمام تر اعزازات کا سر چشمہ سمجھتا ہے اور جب بھی اس عقیدہ پر زد پڑتی نظر ہے تو پوری دنیا کے مسلمان اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے میدان عمل میں اتر آتے ہیں۔ مسیلمہ کذاب نے جب جھوٹا دعوی نبوت کیا اور عقیدہ ختم نبوت سے مسلمانوں کو ہٹانے کی کوشش کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے جہاد کے لئے روانہ کیا اسی طرح برصغیر میں جب مرزا غلام احمد قادیانی نے عقیدہ ختم نبوت کے برخلاف اپنے آپ کو جھوٹے نبی کی حیثیت سے پیش کیا تو اعلیٰ حضرت امیر ملت مجدد دین وملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری اور تاجدار گولڑہ حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب میدان عمل میں اتر آئے اور بروقت مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائی۔ جب مرزا نے 1901ء میں دعوی نبوت کیا تو بالخصوص برصغیر کے مسلمان بے حد مضطرب ہوئے۔ سب علماء اور صلحاء نے اس کے دعوے کی تکذیب کی اور دین متین میں اس نئے فتنے کا سد باب کرنے کی مساعی میں مصروف ہو گئے۔ حضرت امیر ملت اس جماعت کے سرخیل بنے رہے اور ابتداء سے ہی کامل سرگرمی کے ساتھ مرزا کی مخالفت اور تکذیب فرماتے رہے جہاں ضرورت ہوتی آپ فوراً وہاں پہنچ کر انسدادی اور تبلیغی کام شروع کر دیتے اور مسلمانوں کے ایمان کے تحفظ میں مشغول ہو جاتے۔ 1904ء میں سیالکوٹ میں مرزا کے آنے کا علم ہوا تو آپ نے فوراً وہاں پہنچ کر تبلیغی کام شروع کر دیا اور مرزا کو چیلنج کیا لیکن وہ راہ فرار اختیار کر گیا اور اسے مقابلے میں آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اسی طرح پورے برصغیر میں آپ نے انقلابی دورے فرمائے اور مرزا کے مقابلے میں مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ فرمایا۔ اگست 1900ء میں حضرت خواجہ گولڑوی سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب لاہور تشریف لائے آپ نے مرزا کو چیلنج کیا اور فرمایا کہ تم اپنی نبوت کا دعویٰ کرتے ہو میں تو نبی آخر الزمان ﷺ کا ایک ادنیٰ غلام ہوں مقابلے کی جرأت ہو تو میرے سامنے آؤ میں میز پر قلم دوات رکھ کر بغیر ہاتھ لگائے اپنے قلم کو حکم دوں گا کہ قرآن مجید کی تفسیر لکھے گی تم میز پر قلم دوات رکھو اور اپنا دعویٰ نبوت ثابت کرنے کے لئے اپنے قلم کو حکم دو تمہارا قلم کچھ بھی نہ لکھ سکے گا اور میرا قلم بغیر میرے ہاتھ کی مدد کے قرآن پاک کی تفسیر لکھے گا۔ حضرت کئی دن لاہور رہے اور مرزا کو مسلسل چیلنج کرتے رہے مگر اسے مقابلے کی ہمت نہ ہوئی۔

حضرت امیر ملت بھی حضرت خواجہ گولڑوی کے ساتھ اس معرکہ لاہور میں شامل تھے۔ تین دن انتظار کے بعد جب حضرت خواجہ گولڑوی کے اعزاز میں جشن فتح منایا گیا تو حضرت خواجہ گولڑوی نے جشن فتح کی صدارت حضرت امیر ملت سے کروائی۔ حضرت امیر ملت نے 3 گھنٹے خطاب فرمایا۔

اس کے بعد 6 مئی 1908ء کو مرزا غلام احمد قادیانی اپنی بیوی کے علاج کی غرض سے لاہور اپنے خلیفہ خواجہ کمال الدین کے مکان پر وفروکش ہوا تو امیر ملت کو اطلاع ملی تو آپ بھی لاہور تشریف لے آئے اور برانڈرتھ روڈ پر اسلامیہ کالج والی گراؤنڈ میں

ڈیرہ لگادیا جہاں روزانہ نماز مغرب سے لیکر رات 11 بجے اجلاس شروع ہو گئے اسکے ساتھ ہی لنگر تشریف کا بھی وسیع انتظام ہوتا 22 مئی 1908ء کو حضرت امیر ملت نے خطبہ جمعہ بادشاہی مسجد میں ارشاد فرمایا جسمیں برصغیر کے نامور علماء ومشائخ نے بھر پور شرکت فرمائی جس میں خواجہ گولڑوی بھی تشریف لائے۔ حضرت امیر ملت نے واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ لوگو سن لو پیش گوئی کرنا میری عادت نہیں لیکن میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ مرزا کو ہم نے ہر طرح سے مباہلہ مناظرہ اور مباحثہ کی دعوت دی لیکن اسے ہمارے مقابلے میں آنے کی ہمت نہ ہوئی اب میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ اس کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے اور وہ اگلے چند دنوں میں عبرتناک انجام کو پہنچے گا اور ذلت ورسوائی کی موت مرے گا۔ رات کو اجلاس ختم ہوا تو حضرت خواجہ گولڑوی نے اجازت چاہی تو حضرت امیر ملتؒ نے فرمایا آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر جائیں گے تو حضرت خواجہ گولڑوی نے کہا کہ میں گھر سے شکار کرنے آیا تھا مگر معلوم ہوا ہے کہ یہ شکار میرے مقدر میں نہیں ہے بلکہ آپ کیلئے مقدر ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں اور اپنا کام جاری رکھیں چنانچہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ اگلے دن واپس تشریف لے گئے اس کے بعد 25 مئی 1908ء کو رات تقریباً 10 بجے حضرت امیر ملت نے اسلامیہ کالج گراؤنڈ کے بہت بڑے جلسہ عام میں اپنے صدارتی خطاب میں اعلان فرمایا کہ لوگو سن لو میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ مرزا کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے اور وہ اگلے چوبیس گھنٹوں میں اپنے عبرتناک انجام کو پہنچتے ہوئے ذلت و رسوائی کی موت مرے گا اور اس کا حشر پوری دنیا دیکھے گی اور آپ نے فرمایا کہ میری اس پیشگوئی کو مرزا کی پیش گوئی نہ سمجھنا۔ میری زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ میرا رب پورا فرمائے گا۔ 11 بجے اجلاس ختم ہوا اس کے بعد مرزا کو ہیضہ ہوا۔

مرزا نے ایک بار کہا تھا ''جو کوئی ہیضے کی موت مرے گا وہ کتے کی موت مرے گا'' آسمان کا تھوکا منہ پر آیا جس رات حضرت امیر ملت نے جلسے میں پیش گوئی فرمائی اسی رات تھوڑی دیر بعد مرزا کو ہیضہ ہوا نصف شب گزرنے تک مرض نے شدت اختیار کرلی اور منہ سے قے میں نجاست برآمد ہوتی تھی۔ آخر کار 26 مئی 1908ء کو صبح دس بجکر دس منٹ پر مرزا اپنے مقام کی طرف رحلت کر گیا۔

گفتہء او گفتہء اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

1974ء میں علماء اکابر اہلسنت کی کوششوں سے مولانا نورانی اور مولانا نیازی کی قیادت میں پاکستان کے مسلمانوں نے مثالی تحریک ختم نبوت کے ذریعہ اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا اس کے بعد پاکستان میں قادیانیوں کی سرگرمیاں آئینی طور پر بند ہوئیں البتہ دیگر ممالک خصوصاً افریقی اور یورپی ممالک میں قادیانیوں نے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ قادیانی ان ممالک میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو مسلمان بنا کر پیش کرتے ہیں جن میں برطانیہ سرفہرست ہے۔ جہاں انہوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کر رکھا ہے تو اس صورت حال کے پیش نظر مشائخ وعلماء برطانیہ نے قادیانیوں کی سرگرمیوں کو مسلمانوں کے سامنے واضح کرنے اور ان کے غلط عقائد سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے لئے متحدہ طور پر پیش رفت کا فیصلہ کیا جس کے لئے مختلف اجلاس مختلف شہروں میں ہوتے رہے۔ آخر کار جانشین امیر ملت حضرت صاحبزادہ مہر الملت سید منور حسین جماعتی نے 1981 میں برمنگھم جامعہ اسلامیہ امیر ملت میں انٹرنیشنل سطح پر امیر ملت ختم نبوت

کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں تمام مکاتب فکر کے لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ جس میں برطانیہ و یورپ کے علاوہ پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش و دیگر ممالک کے زعماء نے بھی شرکت کی۔ جن میں مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا شاہ احمد نورانی، صاحبزادہ فضل کریم، شاہ تراب الحق و دیگر نے شرکت کی۔ عالمی مجلس امیر ملت انجمن خدام الصوفیہ وامیر ملت ٹرسٹ کے تعاون سے مرکزی جماعت اہلسنت برطانیہ کے زیر اہتمام اس کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر ختم نبوت کانفرنسوں کا سلسلہ مسلسل جاری رہا جس کے انتظام وانصرام اور اہمیت وافادیت میں ہر سال اضافہ ہوتا چلا گیا۔ آخر کار 1992ء میں جانشین امیر ملت پیر سید منور حسین جماعتی صاحب نے مرزا طاہر کو مباہلے اور مناظرے کی دعوت بھی دی لیکن اسے ہمت نہ ہوئی۔ ختم نبوت کانفرسوں کا سلسلہ مسلسل جاری رہا جب محسوس کیا گیا کہ قادیانیوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دی ہیں اور انہوں نے اپنا ذاتی ٹی وی چینل خرید لیا ہے جس سے وہ اپنا پروپیگنڈہ کرنے اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کر رہے ہیں تو علماء ومشائخ برطانیہ میں تشویش کی لہر دوڑ گئی تو مختلف اجلاسوں میں فیصلہ کیا گیا کہ اس کا سد باب ہونا چاہیے تو اس سلسلے میں مسلمانوں اور اہلسنت و جماعت کو اپنا کردار ادا کرتے ہوئے اپنا ٹی وی چینل بنانا چاہیے جس کے لئے ہزاروں پونڈ درکار تھے جو کسی فرد واحد یا کسی جماعت یا تنظیم کے بس کی بات نہیں تھی تو اس موقعہ پر 1996ء میں عالمی تاجدار ختم نبوت کانفرنس منعقدہ امیر ملت سنٹر برمنگھم برطانیہ میں جانشین امیر ملت نے قائدانہ کردار ادا کرتے ہوئے یہ اعلان فرما کر کہ ”آپ مرزائیوں کے مقابلے میں ٹی وی چینل خریدیں اس کی تمام رقم میں ادا کروں گا“ لوگوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تو اس طرح آپ نے مسلمانان اہلسنت اور جماعت اہلسنت کی سرپرستی کا حق ادا کر دیا اس طرح 1996ء میں جب مرزا طاہر نے اخبارات میں مرزائیوں کے عقیدے کا پرچار شروع کیا تو جانشینِ امیر ملت نے بروقت مرزا طاہر کو دوبارہ اخبارات کے ذریعے مباہلے اور مناظرے کا چیلنج دے کر حضرت قبلہ عالم امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی جانشینی کا حق ادا کر دیا اور مرزا طاہر احمد کو باور کرا دیا کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کا مقابلہ امیر ملت نے کیا تھا تو آج بھی ان کا پوتا ہر طرح کے مقابلے کے لئے تیار ہے۔ اس طرح آپ کی سرپرستی میں ہر سطح پر مرزائیوں کا تعاقب کیا گیا اور نوجوان نسل کو عصری فتنوں سے بچانے اور اسلامی عقائد سے متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ مقام مصطفیٰ کے تحفظ اور احیائے دین کی تحریک کو مضبوط کرنے اور اہلسنت والجماعت کے اتحاد کو فروغ دیتے ہوئے ملت اسلامیہ کی راہنمائی کا حق ادا کرتے ہوئے انٹرنیشنل انجمن خدام الصوفیہ اور جماعت اہلسنت کے دست و بازو بن جائیں اور عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں مرکزی کردار ادا کرنے کیلئے تمام علماء ومشائخ کو چاہیے کہ وہ انٹرنیشنل انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام منعقدہ ہونے والی ختم نبوت کانفرنسوں کے سلسلہ میں بھرپور تعاون کریں۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں صحیح معنوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے مرشد کامل واکمل حضرت امیر ملتؒ کی محبت اور غلامی نصیب فرمائے اور سجادہ نشین و جانشین امیر ملتؒ پیر سید منور حسین جماعتی کو صحت وتندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے تا کہ وہ مشن امیر ملتؒ کو جاری رکھ سکیں۔

☆☆☆☆

عالمی تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کانفرنس برمنگھم

پروفیسر صاحبزادہ سید احمد حسین ترمذی

20 جولائی بروز اتوار انجمن خدام الصوفیہ و امیر ملت ٹرسٹ برطانیہ و پاکستان کے زیر انتظام اور مرکزی جماعت اہلسنت برطانیہ و یورپ کے زیر اہتمام امیر ملت سنٹر شیکسپئر سٹریٹ سپارک ہل برمنگھم میں منعقد ہو رہی ہے۔ گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی اس کانفرنس میں پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش، مشرق وسطیٰ، یورپ اور امریکہ سے علماء کرام، مشائخ عظام اور دانشور شرکت کر رہے ہیں۔ فکری محاذ پر باطل قوتوں کا مقابلہ کرنے کیلئے ایسی محافل ایک موثر قوت تصور کی جاتی ہیں اور اس کانفرنس کی انفرادیت یہ ہے کہ آج سے ایک صدی قبل برصغیر کی جس روحانی و علمی شخصیت نے منکر ختم نبوت اور جھوٹے مدعی نبوت کا بطلان کرتے ہوئے اسے للکارا تھا آج بھی انہی کے خانوادہ اس عظیم اور پاکیزہ مشن کا بیڑہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ اس شخصیت سے میری مراد قدوۃ المشائخ حضرت سیدنا پیر جماعت علی شاہ نور اللہ مرقدہ ہے۔ جن کو پوری ملت اسلامیہ کے جید علماء و مشائخ نے ''امیر ملت'' کا خطاب دیا۔ اسی خاندانِ امیر ملت کے ایک درخشندہ پھول پیر سید منور حسین جماعتی اس کانفرنس کی میزبانی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

قارئین کرام!

اس موقع پر مسلمان برطانیہ کی غالب اکثریت کی نمائندہ جماعت اور علماء و مشائخ اہلسنت کی فعال تنظیم مرکزی جماعت اہل سنت برطانیہ کا مختصر تعارف، کارکردگی، دینی و قومی خدمات پر بھی ایک طائرانہ نظر آپ کے لئے یقیناً مفید ثابت ہوگی۔

اقبال مرحوم نے کہا تھا:۔

موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید — ایں دو قوت از حیات آمد پدید

روز اول سے حق و باطل کی جنگ جاری ہے اور حق، انبیاء، اولیاء اور علماء کاملین کے روپ میں اور باطل مشرکین، کافرین اور مرتدین کے بھیس میں چلا آ رہا ہے لیکن حق کی شمع کو باطل باوجود اپنی مادی طاقت کے گل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا اور نہ ہی صبح قیامت تک کبھی کامیاب ہو سکے گا کیونکہ

خدا کا نور بجھا ہے نہ بجھ سکے گا کبھی — بجھانے والوں کے دل بجھ گئے بجھا نہ سکے

تاریخ عالم گواہ ہے کہ حق کبھی کبھی وقتی طور پر دب تو سکتا ہے مگر مٹ نہیں سکتا۔ دب دب کر پھر ابھرتا ہے اور ہر بار اک نئے ولولہ میں صفحہ ہستی پر نام پیدا کرتا ہے۔ یہی باطل انیسوی صدی عیسوی میں ہندوستان کی سرزمین سے امت مسلمہ کے اندر اپنے مذموم منصوبے لے کر ابھرا۔ جب سامراج کے خود کاشتہ پودا' مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزی حکومت کے بل بوتے پر عزت و ناموس ختم نبوت پر فکری حملے شروع کئے اور آیت خاتم النبین کی ایک نئی تعبیر و تفسیر کر کے اجماعی عقیدہ پر ڈاکہ ڈالا تو برصغیر کے مسلمان، علماء حق کے دوش بدوش، خاندن رسالت ﷺ کے دو عظیم سپوتوں کی قیادت میں سر بکف ہو گئے اور عظیم پیشواؤں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ تاجدار گولڑویؒ کی راہنمائی میں ہر قربانی کیلئے تیار ہو گئے۔ شمع ختم نبوت کے پروانوں کے عزم و استقلال اور پختہ ایمان کے سامنے انگریز سامراج اور اس کے ایجنٹ کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ نفس شیطانی کی نبضیں ٹوٹ گئیں اور باطل ایک مرتبہ پھر منہ کی کھا کر قعرِ مذلت میں جا گرا۔ سرور عالم ختم المرسلین صلی

اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کے مطابق امت مصطفےٰ ﷺ ہی سے تیس جھوٹے فریبی اور دجال پیدا ہوں گے۔ مگر آگاہ رہو کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ حضور اکرم ﷺ ہی کے دور میں مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ خویلد اور سجیتا یہودی سازشوں کے تحت قصر ختم نبوت میں نقب زن ہوئے اور اپنے باطل عقائد اور کفری نظریات سے اتحاد ملت کو پارہ پارہ کرنے کی ناکام کوشش کی تو محسن انسانیت کے سچے غلاموں، صحابہ کرام نے نہ صرف ان کو کیفر کردار تک پہنچایا بلکہ قیامت تک کیلئے نبوت پر اسلام کے اجماعی عقیدہ کی بھی وضاحت کر دی۔

برصغیر پاک و ہند میں جب مغلیہ سلطنت تنزل کا شکار ہوئی تو انگریز نے تاجر کے روپ میں آ کر اقتدار پر ڈاکہ ڈالا۔ غداروں نے اپنے ضمیر کو بیچ کے سامراج کے اقتدار کو طوالت بخشی، اردو اور فارسی کی اہمیت کو ختم کر کے عملی طور پر انگریزی زبان کو رائج کیا۔ مسلمانوں کی اپنی زبانوں سے وابستگی تھی درآمدی زبان و تہذیب سے نفرت بھی فطری تھی نتیجتاً معاشی طور پر مسلمانوں کو تباہ کرنے کیلئے روزگار کے مواقع مسدود کر دیئے گئے۔ سامراج اس زعم میں تھا کہ معاشی بدحالی کا شکار مسلمان اپنے دین کا سودا کریں گے مگر دین کے متوالوں نے جب قصر ختم نبوت ﷺ پر حملہ ہوتے دیکھا اور دین کے عظیم رکن ''جہاد'' کے خلاف تبلیغ کرنے والے کذّاب اور انگریزی حکومت کو خدا کی پسندیدہ حکومت قرار دینے والے ضمیر فروش کی گمراہ کن تحاریر و تقاریر ملاحظہ کیں تو غیظ و غضب اور غیرت ایمانی سے بپھر کر اپنا سب کچھ قربان کرنے اور دولت ایمان کو محفوظ رکھنے پر تیار ہو گئے۔

انیسوی صدی کے آخری عشرہ میں انگریزوں نے سرزمین ہندوستان میں جعلی نبوت کے پودے کو مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں کاشت کیا جس کا مقصد اولین امت مسلمہ کے سینے سے جذبہ جہاد کو ختم کرنا تھا۔ مرزا قادیانی نے 1888 میں امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر 1901ء میں نبی ہونے کا اعلان کر دیا۔ پورے عالم اسلام میں احتجاج و اضطراب کی لہر دوڑ گئی ناموس رسالتؐ پر مر مٹنے والے میدان عمل میں کود پڑے۔ 25 جولائی 1900ء میں اعلیٰ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے لاہور میں مناظرہ کرنے کا اعلان کر دیا اور اس کی تائید و حمایت علماء و مشائخ نے کر دی۔ ملک کے طول و عرض سے ہزارہا مسلمان لاہور پہنچ گئے۔ علماء ملت اسلامیہ کا جم غفیر تھا۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ گولڑوی جیسی مشہور زمانہ شخصیت پہلی بار اسلام پر قادیانیت کے حملوں کا جواب دینے کیلئے اور اسلام کے اجماعی عقیدہ کے دفاع کیلئے میدان مناظرہ و مباحثہ میں تشریف فرما ہو رہی تھی اور تمام لوگ اپنی آنکھوں سے بیسوی صدی کی اس اشتہاری اور باطل تحریک کا حشر دیکھنا چاہتے تھے۔ اس معرکہ حق و باطل میں تمام مکاتب فکر کے نمائندہ افراد نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کو اپنا نمائندہ اور سربراہ تسلیم کیا۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ کی رفاقت اور تائید و حمایت بھی ساتھ تھی۔ صورتحال وہی تھی جو قیام پاکستان کے دور میں دوقومی نظریہ سے پیدا ہوئی۔ ایک طرف خالصتاً کفر وارتدا اور اس کے قلع قمع کیلئے مقابل پر ناموس رسالت ﷺ کے پاسبان تھے۔ تاریخ گواہ ہے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے حبیب کے صدقے امت مسلمہ کو باطل پر فتح بخشی اور مرزا قادیانی نے خود چیلنج دے کر خود ہی بھاگنے میں اپنی عافیت سمجھی۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ اور حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ کی قیادت و سیادت میں ہزاروں علماء و مشائخ نے لاہور کی بادشاہی مسجد میں کئی دن

تک قیام کیا مگر جھوٹے مدعی نبوت کو حق کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہ ہو سکی۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے تقریر و تحریر کے ذریعے قادیانیت کو بے نقاب کر کے امت مسلمہ کی راہنمائی کا حق ادا کیا تو حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ نے اپنے عظیم خطبات سے جسدِ ملت میں ایک نئی روح ڈالی۔ انہی کے پیروکار سلف صالحین کے جانشین آج بھی اس مشعل کو فروزاں رکھے ہوئے ہیں اور اسی سلسلہ کی ایک کڑی برطانیہ کی سرزمین پر ہر سال عالمی تاجدارِ ختم نبوت سنی کانفرنس کا انعقاد ہے۔ جو 1981ء سے لے کر آج تک ہر سال امیر ملت سنٹر برمنگھم میں جانشین امیر ملت کے زیر انتظام اور سرپرستی میں منعقد ہو رہی ہے۔

یہی اہل سنت و جماعت حق پرستوں کا گروہ ہے جن کے اکابرین اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی اور مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی نے ہزاروں کی تعداد میں مرزائیوں کو عقائد باطلہ سے توبہ کرا کے انہیں دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ شاہ عبدالعلیم میرٹھیؒ نے قادیانیت کی تردید کیلئے نہ صرف کتابیں تصنیف کیں بلکہ سری لنکا، ہانگ کانگ، فلپائن، مشرق وسطیٰ، افریقہ اور کئی دیگر ممالک کے تبلیغی دورے کر کے قادیانیوں کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا۔ اسی جماعت کے حق پرست رہبر حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ نے 1901ء میں نارووال اور 1904ء میں سیالکوٹ میں مرزا کے مقابلہ کے لئے پہنچے لیکن مرزا کو مقابلہ میں آنے کی جرات نہ ہوئی تو 22 مئی 1908ء کو لاہور کی بادشاہی مسجد میں مرزا قادیانی کو چیلنج دیا کہ اگر وہ مقابلہ کیلئے نہ آیا تو چند دنوں میں عبرتناک انجام کو پہنچے گا اور ذلت و رسوائی کی موت مرے گا اس کے بعد 25 مئی کو لاہور میں ایک بہت بڑے جلسہ عام میں ہزاروں کے اجتماع میں امیر ملتؒ نے فرمایا کہ لوگو سن لو! پیش گوئی کرنا میری عادت نہیں لیکن میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ مرزا کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے اور وہ آئندہ چوبیس گھنٹوں میں ذلت و رسوائی کی موت مرے گا۔ چنانچہ چشم فلک نے دیکھا کہ خانوادہ رسالت ﷺ کے عظیم سپوت کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات ایسے کارگر ہوئے کہ 26 مئی 1908ء کو جعلی نبی پر اسرار بیماری میں مبتلا ہو کر آنجہانی ہو گیا۔ اگرچہ اسلام کی حقانیت اور عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت پھر سے اجاگر ہو گئی لیکن انگریز کے سرمایہ اور صیہونی سازش نے اس فتنہ کی آبیاری جاری رکھی اور ذلت آمیز انجام سے دوچار ہونے کے باوجود مرزا قادیانی کے حواریوں نے 1953ء میں پھر سر اٹھانے کی کوشش کی۔ پاکستان معرض وجود میں آ چکا تھا قادیانیوں نے حکومتی عہدوں پر ناپاک نظریں جما رکھی تھیں کہ پھر سے اہل سنت و جماعت کے اکابرین خیبر سے کراچی تک اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، مجاہد ملت علامہ عبدالستار خان نیازی کی قیادت میں متحد ہو گئے۔ اس تحریک میں ایمانی قوت پھر سے اپنے جوبن پر تھی۔ عاشقین ناموس ختم نبوت ﷺ نے گولیوں سے اپنے سینے چھلنی کرائے اور شہادت کے جام پی کر پھر تاریخ میں ایمانی غیرت کی داستانیں رقم کر دیں۔ حضرت مولانا نیازیؒ کو 23 مارچ 1953ء کو گرفتار کر کے 7 مئی 1953ء کو موت کی سزا بھی سنا دی مگر عزم و شجاعت اور صبر و استقامت کے کوہ جلیل اس بطل حریت نے خود اپنی موت کے بلیک وارنٹ پر دستخط کر دیئے۔ ملٹری کورٹ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے علامہ عبدالستار خان نیازی نے کمال جرات ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ میری ایک جان تو کیا ہزار جان گرامی فدا بنام مصطفےٰ ﷺ ہو سکتی ہیں۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جان دیگر است

1974ء میں پھر قادیانیوں کی شرارت سے مملکت خداداد پاکستان میں افراتفری اور انتشار و اضطراب کی کیفیت پیدا ہوگئی مگر اس مرتبہ اکابرین ملت نے اس فتنہ کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ چنانچہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی اور مولانا عبدالستار خان نیازی نے 37 ارکان اسمبلی کے دستخطوں سے جون 1974ء کو قرارداد قومی اسمبلی میں پیش کی جس میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ سرکاری طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اسی دوران ملک بھر میں مشائخ وعلماء اہلسنت نے زبردست تحریک چلائی۔ ممتاز عالم دین اور اہلسنت کے بے باک لیڈر صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی اور آپ کے متعدد مریدین اور اہل خاندان نے بالخصوص گجرات کی سرزمین سے بھرپور تحریک چلا کر جیل کو بھر دیا اور احتجاجاً گرفتاریاں پیش کیں۔ پورے ملک سے احتجاجی تحاریک شروع کی گئیں بالآخر حکومت کو مجبور کر دیا گیا۔ حکومت نے اسمبلی میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد کو دعوت دی اور طویل گفتگو اور قادیانی جماعت کے مفصل نقطہ نظر اور عقیدہ سننے کے بعد پاکستان کی قومی اسمبلی نے 7 ستمبر 1974ء کو دن چار بجے اور اسی دن 7 بجے شام پاکستان سینیٹ نے قرارداد منظور کرتے ہوئے قادیانی گروہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا۔

اس تحریک میں تمام روحانی درگاہوں بالخصوص آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف، آستانہ عالیہ گولڑہ شریف، آستانہ عالیہ تونسہ شریف، آستانہ عالیہ سیال شریف، آستانہ عالیہ شاہ ولایت گجرات، آستانہ وعالیہ چورہ شریف، آستانہ عالیہ مانکی شریف، آستانہ عالیہ درگاہ حضرت سلطان باہوؒ آستانہ عالیہ عیدگاہ شریف، آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف، آستانہ عالیہ موہڑہ شریف، آستانہ عالیہ نیریاں شریف، آستانہ عالیہ چراہ شریف، آستانہ عالیہ بٹالہ شریف، آستانہ عالیہ بشندور شریف، آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان، آستانہ عالیہ مہار شریف، آستانہ عالیہ حجرہ شاہ مقیم آستانہ عالیہ پاکپتن شریف، آستانہ عالیہ زکوڑی شریف، آستانہ عالیہ بھرچونڈی شریف، آستانہ عالیہ جلال پور شریف و دیگر روحانی خانقاہوں کے سجادہ نشینوں نے بھی تحریک ختم نبوت میں بھرپور کردار ادا کیا۔

جبکہ جن علماء اہلسنت نے 1953ء اور 1974ء کی تحاریک میں نمایاں حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ان میں علامہ سید محمود احمد رضوی، غزائی دوران حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی، جانشین امیر ملت پیر سید منور حسین جماعتی، علامہ عبدالستار خان نیازی، ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی، حضرت پیر سید ولایت علی شاہ گجراتی، علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، علامہ خلیل احمد قادری، صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی، علامہ سید ابوالبرکات سید احمد قادری، علامہ پیر سید حامد علی شاہ گجراتی، شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹی، پیر سید منظور احمد شاہ، مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھروی، مناظر اسلام علامہ عنایت اللہ سانگلہ ہل، مفکر اسلام پیر سید عبدالقادر شاہ گیلانی، مفتی محمد حسین نعیمیؒ علامہ صاحبزادہ محمد یونس شاہ کاظمی، صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر، علامہ سید ریاض حسین شاہ، پیر سید بشارت حسین جماعتی، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، مفتی مختار احمد نعیمی، مولانا ابوداؤد محمد صادق رضوی، شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی، خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، صاحبزادہ سید احمد حسین ترمذی اور دیگر بے شمار زعما اہل سنت شامل ہیں۔

مملکت خداداد پاکستان کی پارلیمنٹ اور رابطہ عالم اسلامی کے باقاعدہ اعلان کے بعد کئی مسلم ممالک نے اس گروہ کی تبلیغی

سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لیا چنانچہ اب جبکہ مرزائیوں نے لندن میں اپنا مرکز بنا کر گمراہ کن پروپیگنڈہ کا آغاز کر رکھا ہے۔ ملت اسلامیہ کی مرکزی قوت اور سنی مسلمانوں کی فعال تنظیم مرکزی جماعت اہل سنت برطانیہ نے برطانیہ و یورپ میں مسلمانوں کو عقائد باطلہ سے آگاہ کرنے اور دشمنان اسلام اور منکرین ختم نبوت کی عیاریوں کو بے نقاب کرنے کیلئے باقاعدہ جدوجہد کا آغاز 1978 میں ہی کر دیا تھا جو کہ ڈیوز بری میں مبلغ اسلام علامہ پیر سید محمد مدنی میاں کچھوچھوی اور مفکر اسلام سید عبدالقادر جیلانی جانشین امیر ملت پیر سید منور حسین جماعتی کی قیادت میں ختم نبوت کانفرنس سے کیا گیا۔ 1979ء ایسٹ ھیم لندن کے ٹاؤن ہال میں جانشین امیر ملت کی سرپرستی میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس اور پھر 1980ء میں برمنگھم ٹاؤن ہال میں عالمی سنی کانفرنس منعقد کی جس میں دنیا بھر کے عظیم اکابرین نے ختم نبوت کے موضوع پر خطاب کیا۔ 1981 سے لے کر آج تک جانشین امیر ملت پیر سید منور حسین جماعتی کی سرپرستی میں امیر ملت سنٹر کے زیر انتظام مرکزی جامع مسجد امیر ملت برمنگھم میں ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد ہو رہا ہے بعد ازاں مرکزی جماعت اہلسنت برطانیہ نے پورے ملک میں علماء و مشائخ کو منظم کیا۔ اندرون ملک مساجد و مدارس میں اس موضوع پر جلسے منعقد کئے گئے اور برطانیہ و یورپ سے امریکہ تک اور مشرق وسطیٰ سے افریقہ تک کے تمام مسلم ممالک کے اکابرین سے رابطے کئے گئے۔ اہل سنت و جماعت کے عظیم اکابرین نے ہر محاذ پر اس فتنہ قادیانیت و مرزائیت کا مقابلہ پوری قوت سے کیا۔ چنانچہ جب 1988ء میں اقوام متحدہ کی ہیومن رائٹس کمیشن میں مرزائیوں نے اپنا کیس پیش کیا تو حکومت پاکستان کی طرف سے مفسر قرآن پیر محمد کرم شاہ الازہری نے قرآن و حدیث کی رو سے مرزائیوں کو غیر مسلم ثابت کیا۔

زعماء اہلسنت نے مرکزی جماعت اہلسنت برطانیہ کے پلیٹ فارم سے نہ صرف ختم نبوت کانفرنسوں کا باقاعدہ اہتمام و انعقاد جاری رکھا ہوا ہے بلکہ قائدین جماعت جانشین امیر ملت پیر سید منور حسین جماعتی اور مفکر اسلام پیر سید عبدالقادر جیلانی و دیگر علماء اہلسنت نے 3 دفعہ مباحثے اور مناظرے کا چیلنج بھی دیا جس کو مرزا طاہر احمد نے قبول نہ کیا اور راہ فرار اختیار کئے رکھی۔ آج بھی مرکزی جماعت اہلسنت برطانیہ مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے مرزا مسرور کو کھلا چیلنج کرتی ہے کہ وہ جہاں چاہیں وقت مقرر کر کے مناظرہ یا مباہلہ کر سکتے ہیں۔ مگر جماعت کے قائدین کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ ہے کہ نبی رحمت کی نگاہ کرم کے صدقہ قادیانیوں کو کبھی بھی یہ چیلنج قبول کرنے کی توفیق نہیں ہوگی۔ مرکزی جماعت اہلسنت برطانیہ کی باصلاحیت، پرعزم اور عشق رسول ؐ سے سرشار قیادت امت مسلمہ کے خلاف ابھرنے والی ہر تحریک و شرارت کا مقابلہ کرنے کی اہلیت و قوت رکھتی ہے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کیخلاف اٹھنے والے تمام فتنوں بالخصوص فتنہ رشدی، تسلیمہ نسرین اور خاکوں وغیرہ کے سلسلے میں جماعت اہلسنت نے دنیا بھر میں بالعموم اور برطانیہ بھر میں بالخصوص صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ علاوہ ازیں فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کیلئے "عالمی ختم نبوت فاؤنڈیشن" تنظیم قائم کر رکھی ہے جس کے پلیٹ فارم سے مذہبی لٹریچر کی اشاعت کا سلسلہ بھی اہتمام سے ہو رہا ہے۔

مسلمانانِ عالم پر جہاں کہیں بھی ظلم ہو ان کے حقوق کی پاسبانی کیلئے جماعت اہلسنت برطانیہ اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔ آفات سماوی اور مسلمان ممالک پر جارحیت کے خلاف نہ صرف جماعت نے صدائے احتجاج بلند کی ہے بلکہ عراق، چیچنیا، کشمیر اور بوسنیا

کیلئے بالخصوص ہزاروں پونڈ نقد وضروریات زندگی کی فراہمی کی صورت میں جماعت کے پلیٹ فارم سے مدد بھی کی جاتی رہی ہے۔نوجوان نسل کی تربیت وتدریس کیلئے 1994ء میں ''سنی یوتھ ونگ'' کا قیام عمل میں لایا گیا جو کہ اپنے فرائض بخوبی نبھارہا ہے۔لٹریچر کی اشاعت وفراہمی کے ساتھ ساتھ کئی کنونشن اور مذاکرے منعقد ہو چکے ہیں جن کو نوجوانوں میں کافی پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ جماعت کے محقق علماء عیدین ودیگر شرعی امور پر باقاعدہ کیلنڈرز' تصانیف اور ضروری بروشرز کی اشاعت کررہے ہیں الغرض دینی امور کا کوئی مسئلہ بھی ہو مسلمانوں کا اجتماعی یا سیاسی مسئلہ ہو آسمانی آفتاب یا جنگی مصائب سے پیدا شدہ دکھی انسانیت کی بحالی یا دلجوئی کا معاملہ ہو خانگی مسائل کا حل یا قانون اسلامی سے آگاہی مطلوب ہو مرکزی جماعت اہلسنت برطانیہ کی خدمات ہمیشہ پیش پیش رہیں۔یہ جماعت مسلک حق اہلسنت کی حقیقی ترجمان کے طور پر مصروف عمل ہے اور ہر فتنہ کے خلاف صدائے حق واحتجاج بلند کرنا اپنا شعار سمجھتی ہے۔اس جماعت کو برطانیہ میں مقیم ممتاز مشائخ' علمائے اہلسنت کی سرپرستی و حمایت حاصل ہے۔الحمدللہ یہ جماعت برطانیہ بلکہ پورے یورپ میں عشق مصطفےٰ ﷺ کی شمع کو فروزاں رکھے ہوئے ہے اور محدود وسائل کو بروکار لاتے ہوئے ہر سال عالمی تاجدار ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کرکے مفکرین ودانشور علماء ومشائخ کو مل بیٹھنے کا موقع فراہم کررہی ہے جو کہ کئی اہم مسائل کو حل کرنے میں انتہائی ممد ومعاون ثابت ہورہی ہے۔اس مرتبہ بھی امیر ملت سنٹر برمنگھم میں ہونیوالی عالمی تاجدار ختم نبوت کانفرنس جس میں نہ صرف برطانیہ یورپ کے علماء ومشائخ خطاب کریں گے بلکہ عالم اسلام کے جلیل القدر دانشور بھی شرکت کریں گے۔ برطانیہ سے مرکزی جماعت اہلسنت کے عمائدین مفکر اسلام پیر سید عبدالقادر جیلانی پیر طریقت جانشین امیر ملت سید منور حسین جماعتی' علامہ سید زاہد حسین رضوی' علامہ پیر محمد حبیب الرحمان محبوبی' پروفیسر صاحبزادہ سید احمد حسین ترمذی' صاحبزادہ سید مزمل حسین جماعتی' صاحبزادہ سید منور حسین بخاری' پیر سید صابر حسین گیلانی' علامہ محمد ظفر محمود مجددی' صاحبزادہ پیر دلدار علی' علامہ احمد نثار بیگ قادری' علامہ فضل احمد قادری' مفتی غلام سرور نقشبندی' مولانا نعمت علی چشتی' حافظ خداداد قادری' مفتی محمد اسلم بندیالوی' پیرزادہ امداد حسین' مولانا محمد صادق ضیاء' مفتی عبدالرسول منصور' مولانا قاری علی اکبر' علامہ قاری عبدالکریم' علامہ رسول بخش سعیدی' مولانا نذیر احمد مہروی ودیگر علماء ومشائخ شرکت کریں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆

فالتو کتابیں' رسالے صدقہ جاریہ بنائیں

اگر آپ کے پاس کتابیں نئی یا پرانی کسی بھی موضوع یا کسی بھی عنوان کی ہوں یا رسائل ڈائجسٹ میگزین وغیرہ اور آپ چاہتے ہوں کہ وہ صدقہ جاریہ کیلئے استعمال ہوں مزید وہ رسائل وکتابیں محفوظ ہوں یا پھر یہ رسائل وکتب آپ کے پاس زائد ہوں۔تو دونوں صورتوں میں ایڈیٹر ماہنامہ امیر ملت کو ہدیے کی نیت سے ارسال کریں وہ محفوظ ہو جائیں گے اور افادہ عام کیلئے استعمال ہوں گے۔آپ صرف اطلاع کریں منگوانے کا انتظام ہم خود کریں گے یا پھر آپ ازراہ کرم ارسال فرمادیں۔

امیر ملت ٹرسٹ کے ذریعے مستحقین کی امداد

انٹرنیشنل چیریٹی رجسٹریشن نمبر:۔ 1077431

امیر ملت ٹرسٹ جہاں روحانی جسمانی شعبوں میں کے ذریعے عالم انسانیت کے دکھی لوگوں کی خدمات کا کام سرانجام دے رہا ہے وہاں سالہا سال سے غریب نادار اور مستحق لوگوں کو امداد بھی بہم پہنچا رہا ہے۔اپنی استعمال شدہ پرانی اشیاء کو ناکارہ سمجھ کر ضائع نہ کیجئے یقیناً یہ کسی مستحق کی خوشیوں کا سامان ہے۔دوسرے شہروں کے لوگ ٹرک یا ٹرین کے ذریعے امیر ملت ٹرسٹ کے دفتر چیزیں بلٹی کرادیں (شکریہ)

نوٹ: رقم بھیجنے والے وضاحت کریں کہ یہ رقم کس مد کی ہے زکوٰۃ' صدقہ یا خیرات کی

تحفظ ختم نبوت میں مشائخ وعلماء کا کردار

سید منور حسین جماعتی

اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا رب ہے۔اس کا خالق ہے۔اس کا حاکم مطلق ہے۔اس کا نظام الوہیت، ربوبیت کائنات کے ہر ہر وجود کو اپنی انتہائی سادہ پست حالت سے اُٹھا کر درجہ بدرجہ کمال تک پہنچا رہا ہے۔اُس نے جب چاہا اور یہ اُسی کے اختیار کل میں ہے تو امر کُن سے کائنات کی وسعتوں کو تخلیق کر دیا۔مختلف عوامل پیدا کیئے کائنات کی ہر شے۔اُس کی نشوونما اُس کی جدوجہد ،اُس کے وجود کی بقا اُس واجب الوجود اللہ کے کرم کی محتاج ہے۔اُس ذات احد کو جب اپنے جلووں کا ظہور مقصود ہوا تو ارادہ کن سے کائنات کی تخلیق کر دی۔آسمان تخلیق کیئے۔اُن کو بلندیاں عطا کیں۔طبقات بنائے انہیں وسعتیں دیں۔سمندر بنائے انہیں تموج عطا کیئے۔پہاڑ بنائے انہیں جلال سے نوازا غرضیکہ شجر وحجر، جمادات، نباتات، موجودات، حیوانات کو وجود عطا کیا، ہر ہر شے میں اپنی صفات، کمالات اور حسن کے کسی نہ کسی پہلو کا عکس اُتار دیا۔زمین کے ذرے سے لے کر عرش کی بلندیوں تک ہر سُو حُسن کے جلوے بکھیر دیئے ہر سُو اُس کی صفات مطلقہ کی جلوہ گری ہوئی۔پھر جب اُس ذات بے ہمتا نے چاہا کہ کوئی ایسا پیکر بھی تخلیق کیا جائے جس میں تمام جلوے یکجا ہوں۔چنانچہ اس ارادہ الوہیت کی تکمیل میں کارخانہ کائنات میں انسان کو خلقتِ وجود عطا ہوئی۔جس کا اعلان قرآن عظیم میں خالق کائنات فرماتے ہیں: ترجمہ ’’ہم نے انسان کو بہترین شکل وصورت میں پیدا کیا ہے۔‘‘ (سورۃ التین)

گویا خالق کائنات نے انسان کی تخلیق کر کے اشرف المخلوقات بنا دیا۔جس کے اندر ملائکہ کی حقیقت بھی رکھ دی گئی اور حیوانات کی حقیقت بھی، خالق کائنات نے انسان پر کرم کرتے ہوئے اپنے قہر وغضب کی مظہریت بھی عطا کی اور رفعت کی آئینہ داری بھی۔اس کی شان اپنی تمام مخلوق سے بلند کر دی مقام مشہود پر جلوہ گر کر دیا۔پھر انسان سے انسان کامل بنا دیا۔عبدہٗ بنا دیا۔شانِ ربوبیت کا مظہر اتم بنا دیا اور پیکر نبوت کا حامل بنا دیا۔جس میں تمام اوصاف وکمالات انسانیت اور حُسن الوہیت کے تمام جلوے اپنے پورے نکھار اور شان مظہریت کے ساتھ جلوہ گر ہوں۔

خلّاق عالم نے پیکر نبوت کو وجود بخشا۔حسن ربوبیت کی تمام جلوہ آرائیاں جو مختلف طبقات انسانی میں منتشر تھیں وجود نبوت میں جمع کر دیں اور اس طرح مظاہر حُسن الوہیت کی امین بن کر کائنات نبوت معرض وجود میں آ گئی اور پھر حسن وجمال نبوت مختلف ادوار میں حاملان نبوت میں تقسیم ہونے لگا۔ہر ہر پیکر نبوت شانِ مظہریت کے ساتھ جلوہ گر ہوا اور پیکران نبوت کو خالق کائنات نے اپنے حُسنِ ربوبیت، الوہیت سے برکات دیں جو ایک دوسرے پر کسی خاص تجلی حسن کے حوالے سے عطا ہوئیں۔ہر نبی کو رب کائنات نے اپنے اپنے انداز سے نوازا لیکن مقصد کی تکمیل ہنوز باقی رہی۔

رب العالمین کے اعجاز ربوبیت کا تقاضا ٹھہرا کہ کوئی پیکر نبوت آئے جو ساری کائنات کے لئے باعث رحمت ہو۔جس کی رحمت کی چادر پوری کائنات پر پڑ جائے۔جس میں تمام تر حُسن کائنات نبوت مجتمع ہو، جو حُسن الوہیت کا مظہر اتم اور تمام تر محاسن کائنات نبوت کا خلاصہ ومرقع ہو اور جو مختلف حاملان نبوت کو فضیلتیں اور اوصاف وکمالات حاصل ہیں۔اس پیکر دلربا میں اپنے نقطہ کمال کو پہنچے ہوئے ہوں۔جب مشیت ایزدی کو یہ منظور ہوا کہ حُسن کائنات نبوت اپنے اتمام کو پہنچے اور اب پیکر مصطفوی ﷺ ڈھل کر زمین پر جائے اور اس کائنات ارضی میں پہلا قدم رکھتے ہی اپنی ختم نبوت کے نور کے جلووں سے کائنات کے بسنے

والوں کو حق کی روشنی دے۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ مکہ کی سرزمین اس نور اولین سے منور ہوئی۔ تاریکی ہمیشہ کے لئے مٹ گئی اور ابدی روشنی نے کائنات کو روشن کر دیا۔ الغرض رب ذوالجلال کا حُسن بکھرا تو کائنات معرض وجود میں آ گئی اور سمٹا تو وجود مصطفیٰ ﷺ سے معنون ہو گیا۔ سو نبوت و رسالت کا وہ سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے چلا اور محاسن نبوت کا امین بن کر اپنے کمال کی جانب گامزن رہا۔ آخر محبوب خدا سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کے وجود اطہر میں مکمل ہوا۔

پھر اس طرح خالق کائنات نے فرمایا: ترجمہ ”اور ہم نے اپنی نعمت مکمل کر دی۔“ (سورۃ المائدہ)

یہ شان بھی میرے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کو رب کائنات نے عطا کی۔ دیگر انبیاء و رسل کسی نہ کسی مخصوص انسانی گروہ، طبقے کی طرف مبعوث ہوئے تو آپ ﷺ جملہ کائنات انسانی کی جانب آئے۔“ ارشاد ہوتا ہے:۔ ”اے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔“ (سورۃ الاعراف)

سبحان اللہ! پھر اللہ تعالیٰ نے آقائے دوجہان ﷺ کو ختم نبوت کا تاج پہنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے۔“ (سورۃ الاحزاب)

اسی لئے میرے آقا نبی رحمت نور مجسم ﷺ نے فرمایا: ”سلسلہ نبوت و رسالت منقطع کر دیا گیا ہے اور میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی۔“ (ترمذی)

نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت کا مظہر اتم بنا کر خاتم النبیین کا تاج پہنا کر مبعوث فرمایا کہ رسالت و نبوت کا وہ سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا تھا منقطع کر دیا اور میرے آقا پر دین حق مکمل کر دیا اور اس دین حق کو قیامت تک اُمت کی رہنمائی کے لئے کافی قرار دیا۔ قرآن کریم کی دوسو آیات کریمہ میں صراحتاً اور اشارتاً اس مفہوم کی نشاندہی فرما دی کہ اب نبوت و رسالت کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور آئندہ کوئی نبی، رسول دنیا میں نہیں آئے گا اور نہ ہی اب وحی کا سلسلہ باقی رہے گا۔

میرے آقا حضور پُرنور ﷺ نے خود اپنی متعدد اور متواتر احادیث میں خاتم النبیین کے معنی مفہوم ارشاد فرمائے۔ لہٰذا ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ”بے شک میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایک ایسے شخص کی طرح ہے۔ جس نے ایک گھر تعمیر کیا اُسے بہت خوبصورت اور عمدہ بنایا لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ رہنے دی۔ لوگ اس گھر کے گرد چکر لگاتے اور اس پر خوشی کا اظہار کرتے اور کہتے یہ خشت کیوں نہیں لگائی گئی۔ پس میں ہی یہ خشت ہوں اور میں ہی آخری نبی ہوں۔ (بخاری)

امام المفسرین علامہ ابن جریر طبری : خاتم النبیین کے بارے فرماتے ہیں۔ ”لیکن آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین یعنی وہ ہستی جس نے سلسلہ نبوت ختم فرما دیا ہے اور اس پر مہر ثبت کر دی ہے کہ قیامت تک یہ کسی کے لئے نہیں کھلے گی۔“ (تفسیر طبری)

امام فخر الدین رازی: فرماتے ہیں۔ ”اور آپ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔“ (تفسیر کبیر)

علامہ بیضاوی شافعی : فرماتے ہیں۔ ”آپ ﷺ (بعثت کے اعتبار سے) انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں۔ آپ نے تشریف لا کر سلسلہ نبوت ختم کر دیا اور سلسلہ نبوت پر مہر لگا دی۔“ (تفسیر بیضاوی) **علامہ ابن کثیر** : فرماتے

ہیں۔ "حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جب نبی کا آنا محال ہے تو رسول کا آنا بدرجہ اولیٰ محال ہے۔" (تفسیر ابن کثیر)

امام ابن کثیر اس کے بعد حضور ﷺ کی ختم نبوت اور آخری نبی ہونے پر متعدد احادیث پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

اور تحقیق آگاہ فرمادیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت متواتر میں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آگاہ اس لئے فرمایا تاکہ امت محمدیہ جان لے کہ آپ کے بعد جو شخص اس منصب کا دعویٰ کرے وہ کذاب جھوٹا، بہتان طراز، مکارودجال، گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے آگاہ ہے اور وہ جانتا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جب حضرت عیسیٰ (دوبارہ) نازل ہوں گے تو وہ حضور ﷺ کی شریعت کے متبع اور پیروکار ہوں گے۔ **علامہ سید محمود آلوسی** فرماتے ہیں:۔ نبی کا لفظ عام ہے اور رسول خاص۔ اس لئے حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے یہ لازم ہوجاتا ہے کہ آپ خاتم المرسلین بھی ہیں چنانچہ آپ کے خاتم النبیین اور خاتم المرسلین ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس دنیا میں آپ کے منصب نبوت ورسالت پر فائز ہونے کے بعد جن وانس میں سے اب کسی کو یہ منصب عطا نہ ہوگا۔ (روح المعانی)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ بے شک تمام امت محمدیہ ﷺ نے اس لفظ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی سے اور قرائن واحوال سے یہی سمجھا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نہ بھی کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول۔ نیز یہ کہ اس میں کسی قسم کی نہ کوئی تاویل ہوسکتی ہے نہ تخصیص، پس اس کے منکر کو کافر قرار دینے پر کوئی مخالفت نہیں۔ کیونکہ اُس نے نصِ قرآنی کو جھٹلایا ہے۔ (الاقتصاد فی الاعتقاد) **امام زرقانی** فرماتے ہیں:۔ آپ ﷺ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اس پر مہر لگادی ہے۔ (کتاب المعجزات)

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ حضور پرنور خاتم النبیین سید المرسلین ﷺ یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء ومرسلین بلاتاویل وبلاتخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک وشبہ کو بھی راہ دے۔ کافر ومرتد ملعون ہے۔

ہمارے ایمان کامل ہونے چاہئیں کہ کذاب جو نبوت کے دعویٰ کرتے آئے ہیں جو امت مسلمہ میں فرقہ برپا کرتے آئے اُن کی کسی بات پر دھیان نہ کریں، یہی ایمان ہے بلکہ اپنی ایمانی قوت سے اُس کا قلع قمع کریں۔

حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری دنوں میں اسود عنسی نامی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے مسلمانوں کو اس کے قتل پر مامور فرمایا اور آپ کی رحلت سے قبل حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ کو بشارت سنائی کہ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے اسود عنسی کو جہنم رسید کردیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ان الفاظ میں خوشخبری سنائی۔ "فیروز کامیاب ہوگیا۔"

حضور نور مجسم ﷺ کے وصال کے بعد چاروں طرف سے اسلام پر فتنوں کی یلغار ہوئی ان میں سب سے بڑا فتنہ جھوٹے مدعیانِ نبوت کا تھا۔ یمن سے مسیلمہ کذاب نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا۔ سجاع نامی عورت نبوت کی دعوے دار بن کر مسلمانوں کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوئی۔ ان دونوں نے بڑے لشکر کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کیلئے کوچ شروع کردیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عاشقِ رسول ﷺ نے ان فتنوں کو مٹانے کے لئے بہترین حکمت عملی، جرأت مندانہ تدبیر کا مظاہرہ کرتے ہوئے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے تیار کردہ لشکر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ دشمن اسلام کا لشکر آگے بڑھا۔ جھوٹے مدعیان نبوت کو مٹانے کے لئے خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر تیار کیا جس میں کئی ہزار محدثین، مفسرین، حفاظ، قرأ اور اصحاب بدر شامل تھے۔ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ مسیلمہ کذاب نے ایک باغ میں قلعہ بند ہو کر پناہ لی۔ اس شدید ترین حملے کے بعد مسیلمہ کذاب اپنے 28 ہزار لشکریوں سمیت جہنم رسید ہوا۔ جبکہ مسلمانوں کے لشکر میں سے 700 حفاظ، محدثین، اصحاب بدر سمیت بارہ سو صحابہ نے جام شہادت نوش کیا اور اپنے رسول ﷺ کی ختم نبوت کا پرچم بلند کیا۔ اس طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور پُر نور ﷺ کے حکم کے مطابق یہ سنت اور روایت قائم کر دی کہ جب بھی اسلام کو مٹانے اور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کو چیلنج کرنے کے لئے کوئی بھی کھڑا ہو تو اُس کے خلاف جہاد کیا جائے، یہی ایمان کا تقاضا ہے جس کا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مظاہرہ کیا تھا۔

برصغیر میں فتنہ انکار ختم نبوت

1879ء میں برطانوی پارلیمنٹ کے ممبروں، ایڈیٹروں اور چرچ کے نمائندوں پر مشتمل وفد نے ہندوستان کا دورہ کیا اور حکومت برطانیہ کے استحکام کے لئے سب سے اہم یہ تجویز پیش کی کہ ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی رہنماؤں کے دل و جان سے پیروکار ہیں اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو اُس شخص کے دعویٰ نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی مفادات کے لئے مفید کام لیا جا سکتا ہے۔

حوالہ (The arrival of British impire in India)

اس رپورٹ کی روشنی میں برطانوی حکومت کے نمائندوں نے چار اشخاص کا انتخاب کیا تھا۔ جن میں مرزا غلام مرتضیٰ کے بیٹے مرزا غلام احمد کو جو کہ سیالکوٹ کی ایک عدالت میں ملازم تھا منتخب کیا گیا اور اس کو تیار کرنے کے لئے پہلے مناظرِ اسلام کے طور پر پیش کیا۔ اس بدبخت نے انگریزوں کی غلامی کو اپنی منزل بنایا اور دین مصطفیٰ اور نبی رحمت ﷺ کے ساتھ بے وفائی کر کے اپنا ایمان چند ٹکوں میں بیچ دیا۔ اُس نے عیسائیوں، ہندوؤں کے خلاف تقریریں شروع کیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق توہین آمیز جملے کہنے شروع کئے۔ ہندوؤں کے دیوتاؤں کو برا بھلا کہنا شروع کیا۔

1880ء میں ملہم من اللہ اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ 1882 میں مامور من اللہ میں مجدد اور نذیر کا اضافہ کیا۔ 1883 آدم مریم اور احمد ہونے کا دعویٰ کیا۔ جب اس حد تک اس کی سوچ میں فتنہ آ گیا تو علماء کرام و صوفیاء نے اس کے خلاف آواز بلند کی کہ یہ دین محمدیہ میں اب انگریزوں کے کہنے پر ایک فتنہ پیدا کر رہا ہے۔

1884ء میں جب مرزا قادیانی ایک پروگرام کے سلسلہ میں لدھیانہ گیا تو وہاں علمائے لدھیانہ نے اس سے ملاقات کرنا چاہی تا کہ اس کے عقائد واضح ہوں مگر اُس نے راہ فرار اختیار کی کیونکہ وہ باطل تھا۔ پھر علماء نے اس کے باطل عقائد کی وجہ سے اسے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ پھر اس قادیانی نے علمائے کرام کے خلاف اپنی زبان چلانی شروع کر دی۔ اس کے ان

عقائد کی بناء پر علمائے حق اور مشائخ اسلام نے اس کے خلاف آواز حق بلند کی کہ یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے جو اسلام و بانی اسلام کی عزت و حرمت کا ڈاکو ہے۔

1891ء میں مرزا قادیانی نے مثل مسیح پھر مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا مجھے بحیثیت عیسیٰ دنیا میں دوبارہ بھیج دیا گیا۔

1892ء میں اللہ کی صفت "کن فیکون" سے اپنے آپ کو متصف ہونے کا دعویٰ کیا۔

1894ء میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا بعد ازاں ظلی نبی اور بروزی نبی کی حیثیت سے اپنے آپ کو متعارف کرایا۔

1901ء میں باقاعدہ نبوت کا اعلان اس دعوے کے ساتھ کیا، "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلا مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 231)

مرزا قادیانی کے زہر آلود عقائد نے امت مسلمہ میں بے چینی پیدا کر دی۔ لیکن جھوٹے مدعی نبوت کو قہر الٰہی کا سامنا ضرور کرنا پڑا۔

حضور ﷺ نے نہ صرف جھوٹے مدعیانِ نبوت کے بارے میں پیشگی اطلاع دے دی بلکہ آپ ﷺ نے تو ان کی تعداد بھی بیان فرما دی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، "قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس (30) دجال اور کذاب پیدا نہ ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔" (کتاب المناقب)

احادیث مبارکہ کی روشنی میں قیامت تک مختلف ادوار میں نبوت کا دعویٰ کرنیوالے کذاب (جھوٹے) ظاہر ہوں گے۔ لہٰذا ہر دور میں ایسے کذاب پیدا ہوئے اور فدایان ختم نبوت نے ان کذابوں کی گردنیں اڑا کران کو واصل جہنم کیا۔

جس دین کو خالق کائنات نے پسند کیا اور میرے آقا تاجدار مدینہ ﷺ پر مکمل کیا یعنی اسلام کی اشاعت میں اویس و بلال آتے رہیں گے اور نعرۂ مستانہ لگاتے رہیں گے۔ کبھی، عبد القادر جیلانی کی طرح۔ کبھی غریب النواز معین الدین چشتی کی طرح اور کبھی بہاؤالدین نقشبندی کی طرح۔ کبھی شہاب الدین سہروردی کی طرح۔ کبھی مجدد الف ثانی کی طرح۔ کبھی پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی طرح۔ کبھی پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کی طرح اور کبھی امام احمد رضا خان بریلوی کی طرح۔

یہ جانثار فیضان ختم نبوت کے چراغ جلاتے رہیں گے۔ قادیانیوں سن لو۔ تمہاری ہر جھوٹی سوچ پر ہم حق کا تالا لگا کر ہی دم لیں گے اور میرے رسول خاتم النبیین کا نور پوری کائنات کو منور کرتا رہے گا کیونکہ اس نور اور نور پیغام کی حفاظت خود خالق کائنات کرتا ہے۔ میرے ایمان کا تقاضا یہی ہے۔ معزز قارئین! عقیدہ ختم نبوت ہی کا دوسرا نام عشق رسول ﷺ ہے جو کہ ہر صاحب ایمان مسلمان کی بنیاد اور اساس ہے۔ اس کی حفاظت ہی ہماری پہچان ہے۔ اے اللہ ہمیں اپنے نبی رحمت ﷺ سے سچی محبت اور لازوال طاقت دیتے رہنا۔

قادیانیت اسلام کے نام پر سادہ مسلمانوں کے ذہنوں پر حملے کر رہی ہے۔ اس کے زہر آلود خیالات پوری امت مسلمہ کے لئے ایک چیلنج ہیں۔ اب ہمیں ہر محاذ پر اس شیطانی سوچ کے جھوٹے ارادوں کو بے نقاب کرنا ہوگا۔

شاعرِ مشرق حضرت علامہ اقبال نے کیا خوب لکھا: "قادیانیت کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوگا کہ ایک غیر مسلم اس کو اسلام سمجھ کر قبول کر رہا ہوگا المیہ یہ ہوگا کہ وہ بیچارا ایک کفر سے نکل کر دوسرے کفر میں جا رہا ہوگا۔"

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف نے باطل کو چیلنج کیا۔ مرزا قادیانی کو چیلنج کرتے ہوئے کہا: "حسب وعدہ شاہی مسجد

میں آؤ ہم دونوں اس کے مینار پر چڑھ کر چھلانگ لگاتے ہیں۔ جو سچا ہو گا بچ جائے گا۔ جو کاذب ہو گا مر جائے گا۔ مرزا قادیانی جھوٹا تھا بھاگ گیا۔ (تحریک ختم نبوت ص 52)

عاشق رسول خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے عشق رسول ﷺ میں ڈوب کر کیا خوب کہا: "قادیانیوں کا مسئلہ باتوں سے حل نہیں ہو گا آپ مجھے حکم دیں میں قادیانیوں سے نپٹ لوں گا اور چند روز میں ربوہ کو صفحہ ہستی سے مٹا دوں گا۔

یہ وہ پس منظر تھا جس میں شاطر انگریزوں نے ایک ایسے شخص کی جستجو کی جو ان کی بھرپور حمایت کرے، چنانچہ انہیں مرزا غلام احمد قادیانی مل گیا جسے انہوں نے جھوٹی نبوت کی مسند پر بٹھا دیا اور اس سے اپنی حمایت میں اور دین اسلام کے خلاف ایسے ایسے بیانات دلوائے جنہیں پڑھ کر ایک مسلمان کا سر بارندامت سے جھک جاتا ہے۔

امت مسلمہ جس نے چودہ صدیوں میں کسی جھوٹے دعویدار نبوت کو قبول نہیں کیا تھا وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کیسے نبی یا مجدد تسلیم کر لیتی؟ علماء اہلسنت و جماعت نے اپنی تمام تحریری اور علمی توانائیاں اس کے خلاف صرف کر دیں۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے 1317ھ /1890-1891 میں "شمس الہدایہ" لکھ کر حیات مسیح علیہ السلام پر زبردست دلائل قائم کئے۔ مرزا قادیانی ان کا جواب تو نہ دے سکا البتہ پیر صاحب کو مناظرے کا چیلنج دے دیا۔ 25 جولائی 1900 مناظرہ کی تاریخ مقرر ہوئی۔ پیر صاحب علماء کی ایک بڑی جماعت کے ہمراہ اس تاریخ کو بادشاہی مسجد لاہور پہنچ گئے ادھر سے حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری بھی پہنچ گئے۔ 23 جولائی کو یہ دونوں سید زادے لاہور پہنچے اور 25 جولائی کو حسب وعدہ بادشاہی مسجد میں پہنچ گئے۔ لیکن مرزا کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اس خفت کو مٹانے کے لئے مرزا نے 15 دسمبر 1900 کو سورہ فاتحہ کی تفسیر "اعجاز المسیح" کے نام سے عربی زبان میں شائع کی اور تاثر یہ دیا کہ یہ الہامی تفسیر ہے، پیر صاحب نے 1902ء میں "سیف چشتیائی" لکھ کر شائع فرما دی جس میں مرزا کی عربی دانی کے دعووں کی دھجیاں بکھیر دیں۔ اس کتاب کا جواب آج تک مرزائیوں پر قرض ہے۔

پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے مرزا کے دعووں کی زبردست تردید کی بادشاہی مسجد لاہور میں مرزا کی موت کی پیش گوئی فرمائی جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے پانچ رسائل اور کئی فتاویٰ اس کے رد میں لکھے۔ ایک رسالہ ان کے صاحبزادہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان نے لکھا، مولانا علامہ غلام دستگیر قصوری نے متعدد کتابیں لکھیں، علمائے پنجاب میں سے حضرت مولانا غلام قادر بھیروی نے پہلے مرزا کے خلاف فتویٰ دیا، مولانا پیر غلام رسول قاسمی امرتسری نے عربی میں ایک کتاب لکھی جو اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہوئی، قاضی فضل احمد لودھیانوی نے متعدد کتابیں لکھی، حضرت مولانا انوار اللہ خاں ضیاء الدین سیالوی نے "معیار المسیح" کے نام سے ایک کتاب لکھی، مولانا حیدر اللہ نقشبندی مجددی نے "درۃ الدیانی علی المرتد القادیانی" کے نام سے کتاب لکھی۔

مولانا محمد کرم الدین دبیر ہفت روزہ سراج الاخبار، جہلم کے ایڈیٹر تھے انہوں نے مرزائیوں کے خلاف زوردار مضامین لکھے جنہوں نے مرزائیوں میں تہلکہ مچا دیا، انہوں نے یکے بعد دیگرے مولانا دبیر کے خلاف تین مقدمے دائر کر دیئے جن میں

سے دو میں تو وہ باعزت بری ہو گئے البتہ ایک مقدمہ میں انہیں چوّن (54) روپے جرمانہ ہو گیا۔ 17 جنوری 1903ء کو مرزائیوں نے ایک کتاب ''مواہب الرحمٰن''، جہلم میں تقسیم کی۔ جس میں مولانا کے خلاف دل کھول کر زہر اُگلا گیا تھا، مولانا نے مرزا غلام احمد قادیانی اور حکیم نورالدین کے خلاف مقدمہ کر دیا، مقدمہ دو سال چلتا رہا آخر 8 اکتوبر 1904 کو گورداسپور کے جج نے مرزا غلام احمد قادیانی پر پانچ سو روپے اور حکیم فضل دین پر دو سو روپے جرمانہ عائد کر دیا تفصیل کے لئے دیکھئے۔ ''تازیانہ عبرت'' از مولانا دبیر رحمۃ اللہ علیہ۔

مولانا محمد حسن فیضی مرزا کے بلند بانگ دعوے سن کر 13 فروری 1899 کو بنفس نفیس مسجد حکیم حسام الدین سیالکوٹ میں پہنچ گئے اور اپنا ایک بے نقطہ عربی قصیدہ بغیر ترجمہ کے مرزا قادیانی کو دیا جس میں لکھا تھا کہ اگر آپ کو الہام ہوتا ہے تو اس قصیدہ کا مطلب حاضرین کو سنا دیں۔ مرزا قادیانی نے کچھ دیر دیکھنے کے بعد یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ ہمیں تو اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ آپ اس کا ترجمہ کر کے دیں۔ (سبحان اللہ! کیا میڈ ان یو کے (Made in U.K) نبوت ہے؟) علامہ فیضی نے 9 مئی 1899ء کو یہ تمام واقعہ ''سراج الاخبار'' میں چھپوا دیا اور مرزا قادیانی کو چیلنج دیا:

صدر جہلم میں کسی مقام پر مجھ سے مباحثہ کر لیں، میں حاضر ہوں، تحریری کریں یا تقریری، اگر تحریر ہو تو نثر میں کریں یا نظم میں، عربی ہو یا فارسی یا اردو، آیئے سنئے اور سنایئے۔''

عبرت ناک بات یہ ہے کہ جب تک علامہ فیضی حیات رہے مرزا قادیانی کو چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہ ہو سکی کوئی رسوائی سی رسوائی تھی۔

کن کن حضرات کا ذکر کیا جائے؟ مرزا قادیانی پر رد کرنے والے حضرات کا احاطہ کرنا بھی بہت مشکل ہے، حضرت شاہ سراج الحق گورداسپوری، مولانا نواب الدین رمداسی، پروفیسر محمد الیاس برنی، مولانا سید محمد دیدار علی شاہ الوری، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، محدث اعظم ہند کچھوچھوی۔ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی، پیر سید ولایت علی شاہ گجراتی، مفتی احمد یار خان نعیمی، حافظ مظہر الدین، مولانا محمد بخش مسلم، مولانا ابوالنور محمد بشیر سیالکوٹی، علامہ ارشد القادری، سید محمود شاہ گجراتی، مولانا سید حامد علی شاہ گجراتی۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حضرت شاہ اللہ بخش تونسوی کے حکم پر رد مرزائیت میں علمائے اہل سنت کی تصانیف تونسہ شریف کی لائبریری میں جمع کی گئی تھیں جن کی تعداد دو سو تھی۔

مرزائیوں کے خلاف پہلی دفعہ 1953ء میں بھرپور تحریک چلائی گئی جس کا مطالبہ یہ تھا کہ سر ظفر اللہ مرزائی کو وزارت خارجہ کے منصب سے برطرف کیا جائے اور مرزائیوں کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، اس تحریک میں تمام مکاتب فکر کے علماء شامل تھے اور تحریک کے صدر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری تھے مرکزی قائدین کو گرفتار کر کے سکھر جیل میں نظر بند کر دیا گیا۔ وہیں علامہ سید ابوالحسنات قادری کو اطلاع ملی کہ آپ کے اکلوتے فرزند مولانا سید خلیل احمد قادری کو تحریک میں حصہ لینے کی بناء پر سزائے موت دے دی گئی ہے۔ آپ کے جیل کے ساتھی علماء نے بچشم حیرت یہ منظر دیکھا کہ علامہ نے تمام تر صبر و سکون

کے ساتھ یہ خبر سنی اور فرمایا: الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے میرا معمولی ہدیہ قبول فرمالیا ہے۔''

دوسرے قائدین گرفتار ہوگئے تو مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے مسجد وزیر خان میں شعلہ بار تقریروں سے تحریک کو آگے بڑھایا، انہی دنوں ایک ڈی ایس پی قتل ہوگیا مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کو گرفتار کرلیا اور ان کے خلاف پھانسی کا فیصلہ صادر کردیا گیا۔

بعد میں علامہ نیازی کو رہا کر دیا گیا اور مولانا سید خلیل احمد قادری کی سزائے موت کی خبر بھی غلط ثابت ہوئی۔ اس تحریک میں علامہ سید احمد سعید کاظمی، مولانا غلام محمد ترنم، مولانا غلام الدین (انجمن شیڈ لاہور) مولانا محمد بخش مسلم، مولانا عبدالحامد بدایونی، صاحبزادہ سید فیض الحسن آلومہاروی، علامہ عبدالغفور ہزاروی، مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا سید افتخار الحسن شاہ، پیر محمد قاسم مشوری، مفتی محمد حسین سکھروی، مفتی صاحبداد خان (پیر جو گوٹھ سندھ) پیر صاحب سیال شریف، پیر صاحب گولڑہ شریف، پیر صاحب بھر چونڈی شریف، پیر صاحب مانکی شریف، پیر صاحب زکوڑی شریف اور دیگر علماء و مشائخ نے حصہ لیا، مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری نے اپنے اسٹیج سے بھرپور انداز میں مسئلہ ختم نبوت بیان کیا اور مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کو طشت از بام کیا، محدث اعظم نے ایک رسالہ لکھا تھا جس کا نام ہے ''مرزا مرد ہے یا عورت''۔

دوسری دفعہ 1974ء میں تحریک ختم نبوت چلی، جس میں حسب سابق تمام مکاتب فکر شامل تھے مجلس عمل کے جنرل سیکرٹری شارح بخاری علامہ محمود احمد رضوی تھے، قومی اسمبلی میں تحریک کے روح رواں قائد اہلسنت اور قائد حزب اختلاف علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی تھے انہوں نے 30 جون 1974 کو قرارداد پیش کی کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، مرزائیوں کی لاہوری پارٹی نے پچاس لاکھ روپے کی پیشکش کی اور کہا قرارداد سے ہمارا نام نکال دیں جسے مولانا نورانی نے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا، قومی اسمبلی میں مرزا ناصر پیش ہوا اس نے اپنا موقف پیش کرتے ہوئے مولانا قاسم نانوتوی کی کتاب ''تحذیر الناس'' پیش کی جس میں انہوں نے لکھا ہے:

''بلکہ اگر، بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔''

اس پر بہت سے افراد کے سر جھک گئے۔ البتہ قافلہ سالار تحریک ختم نبوت علامہ شاہ احمد نورانی نے گرج کر کہا: ''ہم ایسی عبارت کو نہیں مانتے اور اس کے قائلین کو مسلمان نہیں جانتے، ناموس رسالت ﷺ کے کسی غدار سے ہماری مصالحت نہیں ہوسکتی۔''

اس قرارداد کی تائید میں 22 ارکان نے دستخط کئے بعد میں ان کی تعداد 37 ہوگئی، ان میں علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری (کراچی) سید محمد علی (حیدر آباد) اور مولانا محمد ذاکر (جھنگ) بھی شامل تھے جو جمعیت علماء پاکستان کے ٹکٹ پر ایم این اے منتخب ہوئے تھے۔ بالآخر 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے مرزائیوں (خواہ وہ قادیانی ہوں یا لاہوری) کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ اس وقت مسٹر ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم تھے۔

مختصر یہ کہ علماء و مشائخ اہل سنت نے روز اول سے آج تک مرزائیوں اور مرزائی نوازوں کا تحریری اور تقریری طور پر شدّ و مدّ سے رد کیا ہے اور ان کے عقائد باطلہ اور دجل و فریب کو بے نقاب کیا ہے۔

قانونی طور پر پاکستان میں تو مرزائیت کا مسئلہ نپٹا دیا گیا۔ لیکن چونکہ سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کی طرح انہیں بھی

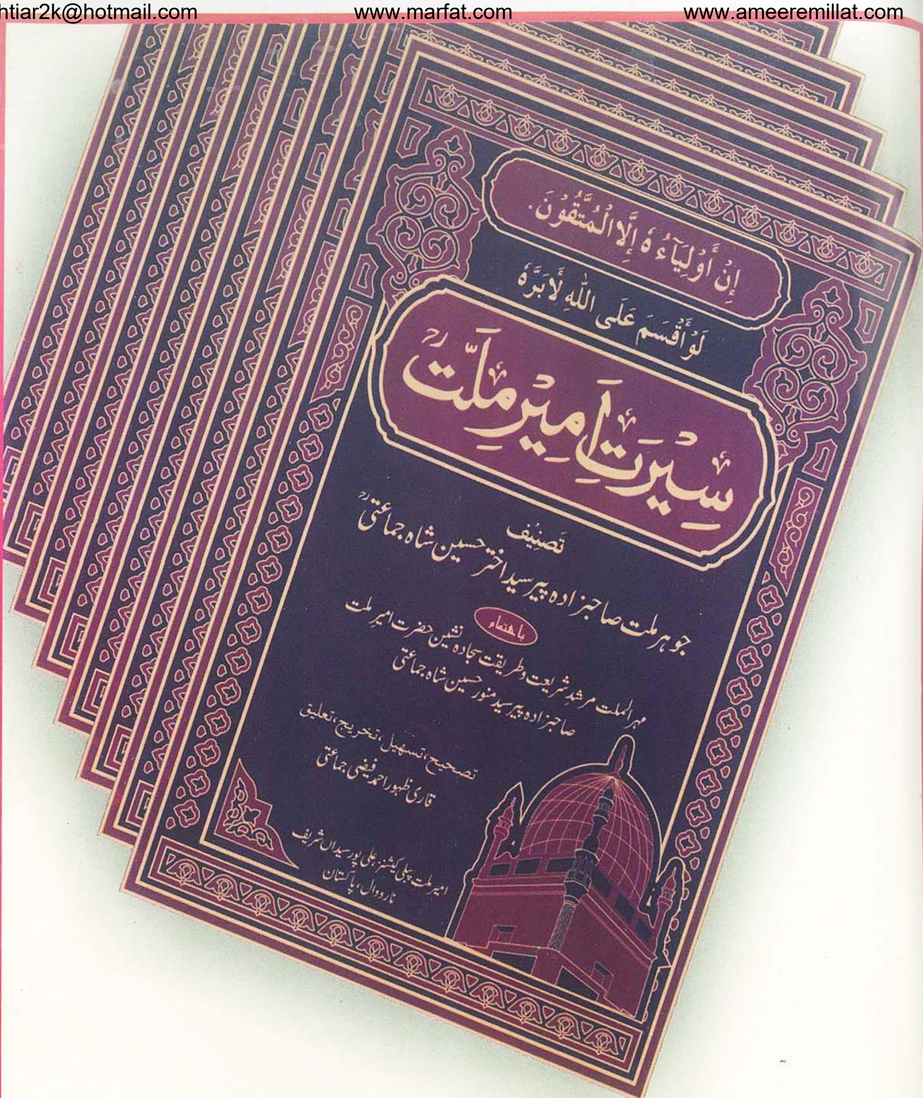
انگریزوں اور دیگر غیر مسلم اقوام کی سرپرستی اور امداد حاصل ہے، اس لئے ان کی ریشہ دوانیاں بدستور پاکستان اور بیرون پاکستان جاری ہیں۔ جن کا تدارک موجودہ حکمرانوں کے فرائض میں شامل ہے۔

اس ''عقیدہ ختم نبوت'' کے تحفظ کیلئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیکر آج تک فدائیان ختم نبوت اس محاذ پر مصروف جہاد ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی ہمیشہ سے امت محمدیہ ﷺ کے خلاف ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کی حکمت عملی رہی ہے اور اسی حکمت عملی کے تحت برطانوی ہند میں ''مرزا غلام احمد قادیانی'' نامی سیالکوٹ کچہری کے منشی سے دعویٰ نبوت کروایا۔ جس کی تردید وتکذیب کیلئے علماء اہلسنت و جماعت اول وقت سے میدان عمل میں رہے اور انہوں نے تحریر و تقریر کے میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے تاوقتیکہ شہدائے ختم نبوت کا لہو رنگ لایا اور قائدین و علماء اہلسنت کی شبانہ روز کوششوں کے نتیجے میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے 7 ستمبر 1974ء کو قادیانی امت کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

کچھ ہمارا تساہل کہ ہمارے اکابر کے وہ عظیم کارنامے جو کہ انہوں نے تحفظ ختم نبوت کے میدان میں سرانجام دیئے نئی نسل کے سامنے اجاگر نہ ہو سکے۔


Billo Sher Travels & Tours
بلو شیر ٹریولز اینڈ ٹورز
حج و عمرہ سروسز
سستا ترین عمرہ پیکیج
تجربہ کار اور با اعتماد افراد کی زیرِ نگرانی
عمرہ و حج
کسی بھی ملک یا شہر
کیلئے ایک فون پر
سیٹ بک کروائیں
تھری فور اور فائیو سٹار پیکیجز کے ساتھ
تمام ائیر لائنز کے ٹکٹ
Billo Sher Travels & tours
Office No:757 Block F2 Wapda Town Lahore
OKJEE7@YAHOO.COM
چیف ایگزیکٹو
یاسر عرفات
0301-8622412


Pakistan
PIA
تجربہ کار اور با اعتماد افراد کی زیرِ نگرانی
عمرہ و حج
امیرِ ملت ائیر ٹریولز
پرائیویٹ لمیٹڈ
چیف ایگزیکٹو
حاجی محمد ندیم
حج و عمرہ سروسز
سستا ترین عمرہ پیکیج
فسٹ فلور برجی والا چوک گوجرہ روڈ جھنگ
0477-620766-03447929786



مخیر حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اس کتاب کو
خرید کر علماء وطلباء میں برائے صدقہ جاریہ تقسیم کریں

ملنے کا پتہ: جماعت منزل 35 جہانزیب بلاک نزد کالی کوٹھی علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

21 Shakespeare ST. Spark Hill B11 4RU

Tel:07866591152)


SYMBOL OF QUALITY EXCELLENCE SINCE 1982
IIC ISO 9001
JAS-ANZ
National
BATTERY
MAX
MIN
EXTRA POWER BATTERY
National
JAPAN STANDARD
4+Power
NATIONAL BATTERY INDS (PVT) LTD.
UPPER
LOWER
National
12N-3.35
NATIONAL BATTERY INDS (PVT) LTD.
MAINTENANCE FREE RECHARGEABLE BATTERY
WIN
Power Pack
12MF 3
12M9
12V9Ah/20HR
Maintenance Free Rechargeable
BATTERY
37 Sultan Pura Road Lahore. Ph: 37604441 37604442 Fax: 37604440